22

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

22 تا 28 جون 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

فَتَرَبَّصُوْا کی صدا

یومِ جمعة المبارک
فضیلت واہمیت اور احکام

عالمی حالات اور حقیقتِ توبہ

سیکولرازم کا پس منظر

صلیبی جنگوں سے پہلے

جرنیلوں کی فتح

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں

میٹھا زہر

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

تفہیم المسائل

نامے میرے نام

خطرناک فتنہ

باطل فلسفہ کے اثر سے جب کوئی مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہے تو وہ مجبور نہیں ہوتا کہ بپتسمہ یا شدھی کی طرح کی کسی رسمی کارروائی میں سے گزرے‘ یا مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے‘ یا ان سے اپنے سماجی‘ اقتصادی اور سیاسی تعلقات منقطع کرے‘ یا اپنی بود و باش کے طریقوں کو بدل دے‘ یا شادی اور بیاہ اور دوستی اور رشتہ داری اور میل ملاقات کے لیے کسی اور قوم سے راہ و ربط پیدا کرے‘ کیونکہ اسلام کے اس نئے ہوشیار دشمن نے اپنے پرستاروں کو اجازت دے رکھی ہے کہ تم مذہب سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے دشمن بن جاؤ‘ تو پھر کوئی حرج نہیں کہ تم اسلام ہی کے دائرہ کے اندر رہو۔ چنانچہ اس دشمنِ دین وایمان سے رشتہ جوڑنے والے آج نصف سے بھی زیادہ مسلمان ایسے ہیں جو یا تو اللہ کے منکر ہیں یا وحی کے یا رسالت کے یا حیات بعد الممات کے یا جزا وسزا کے اور یا ان سب کے۔

ان مسلمانوں میں سے بعض ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اسلام اس زمانہ میں نا قابلِ عمل ہے اور بعض کا خیال ہے کہ سارا مذہب ہی ایک ڈھکوسلہ ہے جو یا تو اقتصادی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے یا دبی ہوئی جنسی خواہشات کا ردِ عمل۔ پھر ان میں سے کوئی اسلام کے معاشی نظام کو فرسودہ اور بے کار سمجھتا ہے‘ کوئی اسلامی ریاست کی تجویز کو مضحک قرار دیتا ہے‘ کوئی جنسی تعلقات پر اسلام کی عائد کی ہوئی پابندیوں کو ایک فطری حیاتیاتی عمل کی ناجائز‘ مضر صحت اور خارج از وقت رکاوٹ سمجھ کر ان کا استخفاف کرتا ہے‘ کوئی اسلام کی عبادت کے طریقوں کو بے معنی سمجھتا ہے‘ کوئی زکوٰۃ کو موقوف کرنا چاہتا ہے‘ کوئی حج کو‘ کوئی قربانی کو‘ کوئی نماز کو اور کوئی روزہ کو۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو اسلام ہی کے نام پر اسلام کی اساسیات کا انکار کرتے ہیں اور اس کے بنیادی اصولوں کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ وہ اپنے غیر اسلامی تصورات ہی کو اسلام کا نام دیتے ہیں اور اکثر انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اسلام سے الگ ہو چکے ہیں‘ بلکہ ایک ایسی راہ اختیار کر چکے ہیں جو اسلام سے بالکل برعکس سمت میں جاتی ہے۔

ان ساری باتوں کے باوجود یہ لوگ مسلمانوں کی جماعت میں مسلمان بن کر رہتے ہیں۔ ان سے شادی بیاہ‘ دوستی اور رشتہ داری‘ میل وملاقات اور کھانے پینے کے تعلقات قائم رکھتے ہیں‘ بلکہ ان کے جنازے پڑھتے ہیں ان کی عبادتوں میں شریک ہوتے ہیں —— اس جدید اور خطرناک فتنہ کا منبع مغرب کے وہ غلط فلسفے ہیں جن کے بڑے بڑے امام ڈارون‘ میکڈوگل‘ فرائڈ‘ ایڈلر‘ کارل مارکس اور میکاولی ہیں۔

قرآن اور علم جدید

ڈاکٹر محمد رفیع الدین

الہدیٰ (235)

سورۃ النساء

ڈاکٹر اسرار احمد

(آیات 141 تا 143)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۡ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝١٤١ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝١٤٢ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝١٤٣ ﴾

’’(منافق) جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں‘ اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو تو (ان سے) کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھ) سے بچایا نہیں۔ تو اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔ اور اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔ منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اُس کو کیا دھوکا دیں گے) اور انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سُست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھانے کو‘ اور اللہ کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم‘ بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں‘ نہ اُن کی طرف (ہوتے ہیں) نہ اِن کی طرف۔ اور جس کو اللہ بھٹکائے تو تم اس کے لیے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے۔‘‘

یہ (عملی منافق) تمہارے بارے میں انتظار کی حالت میں ہیں۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے‘ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی ہے یا کفار کو۔ وہ دونوں کے ساتھ تعلقات رکھنے کے خواہش مند ہیں تا کہ جو بھی صورت حال پیش آ جائے وہ اُس میں Adjust ہو سکیں اور اپنا بچاؤ کر سکیں (اے مسلمانو!) اگر تمہیں بفضل تعالیٰ فتح ہو گئی تو وہ تمہاری طرف آ جائیں گے اور کہیں گے ہم آپ کے ساتھ تھے۔ مالِ غنیمت میں ہمارا حصہ بھی نکالیے۔ اور اگر کافروں کو کسی قدر کامیابی ہو جائے اور وقتی طور پر فتح حاصل ہو جائے تو وہ اپنے کافر ساتھیوں سے کہیں گے کیا ہم نے تمہارا گھیراؤ نہیں کر لیا تھا؟ ہم نے تو ان مسلمانوں سے آپ کو بچایا ہوا تھا۔ ہم تو تمہارے لیے اوٹ بنے ہوئے تھے۔ شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ہیں‘ ایسا نہیں ہے۔ ہم تو اس لیے آئے تھے کہ مسلمانوں کے حملوں سے تمہیں بچائیں۔ کیا ایسا نہیں؟

تو اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو اہلِ ایمان کے مقابلے میں راہ یاب نہیں کرے گا۔ یہ منافق تو اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں دھوکہ میں ڈالنے والا ہے۔ یہاں اللہ کی طرف سے ’’وھو خادعھم‘‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ ’’خَادِعٌ‘‘ اسم فاعل ہے باب ثلاثی مجرد سے‘ اور یہ نہایت زوردار تاکید کے لیے آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں دھوکہ میں ڈال کر ہی رہے گا‘ اللہ نے انہیں جو ڈھیل دے رکھی ہے اُس کے سبب وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں‘ ہماری کوئی گرفت نہیں ہو رہی‘ بلکہ ہم تو دونوں طرف سے بچے ہوئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس ڈھیل کی وجہ سے مسلسل دھوکے میں ہیں اور خوش فہمی کے ساتھ گمراہی میں آگے ہی بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کسل مندی کے ساتھ یہاں ’’قَامَ‘‘ کے ساتھ ’’الیٰ‘‘ کا صلہ آیا ہے‘ جس سے فعل میں غیر سنجیدگی اور ہلکا پن کا معنی پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ ’’علٰی‘‘ کا صلہ سنجیدگی‘ متانت اور مضبوطی کا معنی پیدا کرتا ہے۔ یہاں ہے ’’قاموا الی الصلوٰۃ‘‘ یعنی جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اُن کی طبیعت میں بشاشت اور آمادگی نہیں ہے‘ مگر چونکہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہوا ہے‘ لہٰذا نماز کے لیے تو بہر صورت کھڑا ہونا ہی ہے‘ سو وہ خوشدلی اور آمادگی کی بجائے محض لوگوں کو دکھلانے کے لیے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں نماز کا اصل مقصود یعنی ذکر الٰہی تو انہیں حاصل ہی نہیں‘ سوائے معمولی دھیان کے کہ کبھی کوئی آیت کریمہ ان کے شعور پر کچھ نہ کچھ اثرات پیدا کر دے۔

یہ کفر اور ایمان کے درمیان متذبذب ہیں۔ نہ کفر پر یکسو ہیں اور نہ ہی ایمان پر‘ آدمی کفر پر ہی یکسو ہو تو کم از کم دنیا تو بن جائے گی اور اگر دنیا اور آخرت دونوں بنانے ہیں تو پھر ایمان کے ساتھ یکسو ہونا ضروری ہے‘ لیکن یہ بیچ میں ہیں‘ نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے۔ لہٰذا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ یعنی‘ دنیا اور آخرت (دونوں) کے نقصان میں ہیں۔ نہ اہلِ ایمان کے ساتھ مخلص‘ نہ اہلِ کفر کے ساتھ سچے‘ اور جسے اللہ ہی نے گمراہ کر دیا ہو پھر اس کے لیے آپ کوئی راستہ نہ پائیں گے۔

فرمانِ نبویؐ

اچھے اخلاق

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَامِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’(قیامت کے دن) میزانِ عمل میں (آدمی کے) اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز اور کوئی نہ ہوگی۔‘‘

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 22
22 تا 28 جون 2006ء
25 جمادی الاوّل تا کیم جمادی الثانی 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادارتی

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَتَرَبَّصُوْا کی صدا

عالم اسلام میں دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں کے لیے بڑے اضطراب کی کیفیت ہے' اور یہ اضطراب بڑی تیزی سے مایوسی میں ڈھل رہا ہے۔ بعض ایسی ہستیوں کی گفتگوؤں اور خطابات سے بھی یاس ٹپک رہی ہے جن کی زندگیاں یہ درس دیتے گزر گئیں کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو' مایوس نہیں ہوتے مگر وہ جن کا مقدر کفر ہوتا ہے۔ آس پاس کا اندرون وبیرون کا جائزہ لیا جائے تو خوش فہمی اور آس زمینی حقائق کے خلاف دکھائی دیتی ہے۔ ہم بے دھڑک اور بلاخوف تردید کہہ دیتے کہ روشنی سرنگ کے آخری حصے میں بھی دکھائی نہیں دیتی' اگر اللہ رب العزت کا نبی اخر الزمان ﷺ کو عطا کردہ تا ابد اور تا قیامت قائم معجزہ یعنی کتاب زندہ ہماری بغل میں موجود نہ ہوتی' جو افراد اور اقوام کی ذلت و رسوائی کا سبب بھی بیان کرتی ہے اور اس سے نکلنے کا راستہ بھی صاف صاف اور واضح طور پر بتاتی ہے' پھر یہ کہ خود حاملِ قرآن کی یہ پیشین گوئیاں کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے اِس دنیا میں موجود بحر وبر پر عزت والے کی عزت اور ذلت والے کی ذلت کے ساتھ اسلام نافذ ہو کر رہے گا۔

یہی احادیث مبارکہ ہیں جو جینے کا حوصلہ دیتی ہیں' کیونکہ ہمیں آپ ؐ کی مستقبل کے بارے میں پیشین گوئیوں پر اُس سے زیادہ یقین ہے جتنا تاریخ کے طالب علم کو ماضی پر ہوتا ہے۔ لیکن اِس بھول میں نہیں رہنا چاہیے کہ قرآن ہمیں زبردستی کان پکڑ کر ذلت سے نکال کر عزت کی طرف دھکیل دے گا۔ اور یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ حضور ﷺ نے جن کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی کہ میں تمہارے ہاتھوں میں قیصر وکسرا کے کنگن دیکھتا ہوں وہ اُن میں سے تھے جنہوں نے رات کے راہب اور دن کے شہسوار بن کر دکھایا تھا۔ آیئے قرآن کے آئینہ میں اپنی ذلت ورسوائی کا سبب اور اُس سے نکلنے کا راستہ دیکھیں۔ یوں تو سینکڑوں آیاتِ قرآنی ہیں جو قوموں کے نشیب وفراز کا زائچہ بناتی ہیں لیکن اِس وقت ہم سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 24 کے حوالہ سے اپنا جائزہ لیتے ہیں۔ فرمایا:

> ''اِے نبی! کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے ازواج اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے مندا ہو جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر تم کو اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ (عذاب) صادر کر دے' اور اللہ فاسق لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔''

یہ ثابت کرنے کے لیے کسی کو لمبی چوڑی تحریر یا تقریر کی ضرورت نہیں بلکہ صرف گردن گھما کر دیکھ لینے کی ضرورت ہے کہ آج کے مسلمان خواہ وہ عوام میں سے ہوں یا حکمرانوں میں سے' علماء کے قبیلہ سے اُن کا تعلق ہو یا ناخواندہ ہوں' شاندار محلات کے باسی ہوں' یا جھونپڑیوں کے مکین ہوں' اِلّا ماشاءاللہ سب دنیوی مفادات اور دنیوی محبتوں کے اسیر ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کے بلند بانگ دعوے بھی کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ ہمارے مکر سے واقف تھا اور ہے۔ اُس نے جہاد فی سبیل اللہ کی شرط رکھ کر ہمیں بے نقاب کر دیا ہے۔ براہ کرم فی الحال جہاد کو اُس کی آخری چوٹی قتال تک نہ لے جایئے گا کہ آج کے دور میں عام مسلمان کو اللہ نے اُس آزمائش میں ڈالا ہی نہیں یا اِس آزمائش میں پڑنے کی فی الحال نوبت نہیں آئی' روزمرہ زندگی میں جب ہم حق وباطل' جھوٹ اور سچ' امانت وخیانت' سخاوت اور بخل' حیا اور حیاسوزی' اپنے اور بیگانے' نماز اور اعراض گویا نیکی اور بدی یا حقیقی ایمان اور حقیقی کفر کے دوراہے پر کھڑے ہوتے ہیں تو کیا ہم جہاد فی سبیل اللہ کی راہ اختیار کرتے ہیں؟ اِس کا فوری اور درست جواب یہ ہے کہ بہت ہی قلیل تعداد میں اللہ کے بندے ہیں جو انفرادی سطح پر قرآن وسنت کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہوتے ہیں اور اِس قلیل تعداد میں سے بھی آٹے میں نمک کے مساوی ہیں وہ لوگ جو اجتماعی اور ریاستی سطح پر منہج نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قرآن کا نظام نافذ کرنے پر کمربستہ نظر آتے ہیں۔

کیا ہم سمجھتے ہیں نعرۂ تکبیر ''اللہ اکبر'' کے گونج دار نعروں سے اللہ راضی ہو جائے گا۔ اللہ سورۃ الحج میں فرماتے ہیں: (ترجمہ) ''اِن لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اُس کے پہچاننے کا حق ہے'' (باقی صفحہ 7 پر)

پچیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے! خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے!
بُتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!
فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے!
فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!
اِسی خطا سے عتابِ ملوک ہے مجھ پر کہ جانتا ہوں مآلِ سکندری کیا ہے!
کسے نہیں ہے تمنائے سروری' لیکن خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے!
خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری وگرنہ شعر مرا کیا ہے' شاعری کیا ہے!

1۔ یہ دنیا کے بادشاہ' سلاطین' صدور خراج' فوج اور خزانے کے محتاج ہوتے ہیں' کیونکہ اِن چیزوں کے بغیر اُن کی بادشاہی اور حکمرانی قائم نہیں رہ سکتی' لیکن فقیر ان میں سے کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود وہ دنیا اور دنیاوالوں پر حکومت کرتا ہے' اس لیے فقیر کی نگاہ میں بادشاہی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی' اور یہی وجہ ہے کہ بادشاہ تو فقیروں کے دربار میں حاضر ہوتے رہے ہیں' لیکن کوئی فقیر کبھی کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں گیا۔

2۔ اگر کوئی شخص دنیاوالوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرے اور اللہ کے فضل پر اعتماد نہ کرے' تو ایسا شخص اقبال کی نظر میں کافر ہے۔

3۔ اقبال نے اس شعر میں بادشاہوں کے طرزِ عمل پر تنقید کی ہے کہ یہ لوگ عموماً نااہلوں کو بلند مراتب عطا کرتے ہیں اور جو اشخاص فی الحقیقت عزت کے مستحق ہیں' اُن سے بے اعتنائی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبِ کمال خوشامد کے فن سے ناآشنا ہوتا ہے' اس لیے عزت و جاہ سے محروم رہتا ہے۔

4۔ اگر کوئی شخص دوسروں کے دل پر حکومت کرنا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ وہ اپنی نگاہ میں شوخی و دلبری کی شان پیدا کرے' کیونکہ دل کا فیصلہ نگاہ سے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی شخص کی شخصیت میں دلکشی نہ ہو' لوگ اُس کے گرویدہ نہیں ہو سکتے۔

5۔ چونکہ میں بادشاہوں کے سامنے اِس حقیقت کا برملا اظہار کر دیتا ہوں کہ دنیاوی اقتدار عارضی اور فانی شے ہے' اس پر گھمنڈ کرنا درست نہیں ہے' اس لیے یہ طبقہ مجھ سے ناراض رہتا ہے۔

6۔ دنیا میں ہر شخص سروری (اقتدار) کا آرزومند ہے۔ یعنی حصولِ اقتدار ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے۔ ہر شخص دوسروں پر حکومت کرنے کا خواہش مند ہے' لیکن یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اگر قوم فروشی یا ضمیر فروشی کر کے سروری حاصل ہو تو وہ انسان کے لیے عزت نہیں' بلکہ ذلت کی بات ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی ملی تاریخ میں میر جعفر اور میر صادق کے معنی ہی غدار اور قوم فروش کے ہو گئے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں:

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگِ آدم' ننگِ دیں' ننگِ وطن

7۔ کہتے ہیں کہ لوگوں کو میرا کلام اس لیے پسند ہے کہ میں قلندرانہ زندگی بسر کرتا ہوں' اور اپنی قوم کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا پیغام سناتا ہوں۔ ورنہ مجھ سے بدرجہا بہتر شاعر اور سخن گو دنیا میں موجود ہیں۔ مجھے جو عزت نصیب ہوئی ہے' وہ اس لیے نہیں کہ میں شاعر ہوں بلکہ اس لیے کہ میں اپنی قوم کا غم خوار ہوں اور اُسے عشقِ رسول ﷺ کا درس دیتا ہوں۔

منبر و محراب

یومِ جمعۃ المبارک

فضیلت و اہمیت اور احکام

مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' لاہور میں ڈائریکٹر شعبہ تحقیقات اسلامی محترم حافظ عاطف وحید کے 16 جون 2006ء کے خطبۂ جمعہ کی تلخیص

آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

حضرات! میری گفتگو کا موضوع ہے: ''یوم جمعہ' فضیلت و اہمیت اور احکام''۔ اسلامی تعلیمات میں یوم جمعہ کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اِن فضائل کا بار بار تذکرہ کیا جائے تاکہ یہ حقائق ہمارے ذہنوں میں مستحضر رہیں۔ بدقسمتی سے ہمارا حال یہ ہے کہ دین کے بہت سے اہم معاملات اور شعائر ہمارے معمولات میں ایسے شامل ہو جاتے ہیں کہ محض رسم بن کر رہ جاتے ہیں۔ ہم انہیں محض رسماً ادا کرتے ہیں اور اُن کی اصل حقیقت' فضیلت و اہمیت اور احکام بالعموم ہماری نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں۔ جمعہ کے دن کا معاملہ بھی ان ہی میں سے ایک ہے۔

بہت سے احادیث میں یوم جمعہ کی فضیلت اور اہمیت بیان ہوئی ہے' جن سے اِس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ اِس دن کو خصوصی اعزاز کیوں بخشا گیا۔ یوم جمعہ کی فضیلت کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ اُس دن تاریخ انسانی کے عظیم ترین واقعات پیش آئے۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَ فِیْہِ اُخْرِجَ مِنْھَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان سارے دنوں میں جن میں کہ آفتاب نکلتا ہے (یعنی ہفتہ کے ساتوں دنوں میں) سب سے بہتر اور برتر جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ ہی کے دن آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور جمعہ ہی کے دن وہ جنت میں داخل کیے گئے' اور جمعہ ہی کے دن وہ جنت سے باہر کر کے اس دنیا میں بھیجے گئے (جہاں ان سے نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا) اور قیامت بھی خاص جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔''

ایک دوسری روایت میں اِس دن کے حوالے سے کچھ اور اہم واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے' اور اس بابرکت دن کا خاص وظیفہ بھی بیان کیا گیا ہے:

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ)) قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ (یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ) فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جمعہ کا دن افضل ترین دنوں میں سے ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی' اسی میں ان کی وفات ہوئی۔ اسی میں قیامت کا صور پھونکا جائے گا' اور اسی میں موت اور فنا کی بے ہوشی اور بے حسی ساری مخلوقات پر طاری ہو گی۔ لہٰذا تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو' کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا اور پیش ہوتا رہے گا' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (آپ کے وفات فرما جانے کے بعد) ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا۔ آپ کا جسد اطہر تو قبر میں ریزہ ریزہ ہو چکا ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے (یعنی موت کے بعد بھی ان کے اجسام قبروں میں بالکل صحیح سالم رہتے ہیں' زمین ان میں کوئی تغیر پیدا نہیں کر سکتی)۔

اِس دن ہونے والے اہم واقعات کے تذکرہ کے بعد آپؐ نے اِس بات کی تعلیم دی کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ انبیاء کرام کے اجسام کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے اور اس کو اِس امر کی اجازت نہیں دی کہ وہ انہیں مٹی میں مٹی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو ایک خاص برزخی حیات عطا کرتا ہے' اگرچہ ہم موجودہ زندگی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ یہ حیات کیسی ہوتی ہے' اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے' اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اہتمام کیا جاتا ہے کہ جو شخص بھی نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو اس کا درود نبی ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔

جمعہ کے دن کی فضیلت کا مظہر یہ بھی ہے کہ اِس دن میں کچھ خاص اوقات اور لمحات ہیں جن میں دعائیں لازماً قبول ہوتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ فِی الْجُمُعَۃِ لَسَاعَۃً لَایُوَافِقُھَا مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ))

(متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر اس گھڑی مسلمان بندے کو خیر مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ لازماً اسے وہ چیز عطا کرتا ہے' (یعنی وہ قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے۔)

اِس گھڑی کا ذکر تورات میں بھی آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو مشہور یہودی عالم تھے اور بعد میں ایمان لائے' انہوں نے اِس بات کی تصدیق کی ہے کہ تورات میں بھی اس گھڑی کی بشارت موجود ہے۔

اب سوال یہ ہے یہ گھڑی کون سی جس کے لیے قبولیت کی بشارت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِس گھڑی کی تعیین نہیں فرمائی۔ یہ بالکل وہی معاملہ ہے جو لیلۃ القدر کا ہے۔ لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کو رمضان المبارک کی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ گویا تمام طاق راتیں بندۂ مومن کے تجسس کا میدان ہیں اور اسے چاہیے کہ انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اِس شب کی تلاش میں لگا رہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے محروم نہیں کرے گا۔

بعض شارحین نے اس گھڑی کے ضمن میں کچھ مخصوص لمحات کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ لمحہ اذانِ جمعہ سے لے کر نمازِ جمعہ کے درمیان ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عصر سے مغرب تک کے لمحات بڑے فضیلت والے ہیں اور نبی ﷺ نے فضیلت کی جس گھڑی کا ذکر فرمایا وہ ان ہی لمحات میں سے ہے۔ اگرچہ اس بارے میں مختلف آراء ہیں' تاہم بندۂ مومن کے لیے اصل پیغام یہ ہے کہ وہ اس حوالے سے جمعہ کے پورے دن کو قیمتی سمجھے اور اس گھڑی کی تلاش کی کوشش کرے' خاص طور پر اذانِ جمعہ سے نمازِ جمعہ تک کے اوقات بڑے قیمتی ہیں' اسی طرح عصر سے مغرب تک کے وقت کی بھی بہت سی روایات میں اہمیت بیان ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا یہ معمول تھا کہ جمعہ کے دن ان دو اوقات میں وہ کسی سے نہیں ملتے تھے۔ انہوں نے یہ اوقات ذکر و اذکار اور مناجات کے لیے مخصوص کر رکھے تھے۔

جمعہ کے دن کی اہم عبادت نمازِ جمعہ ہے' جو فرض ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَرِيْضٌ)) (رواہ ابوداؤد)

طارق بن شہابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم اور واجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں: ایک غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو' دوسرے عورت' تیسرے لڑکا جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو' چوتھے بیمار۔''

قرآن حکیم میں یوم جمعہ کے حوالے سے ایک مستقل سورت ہے' یعنی سورۃ الجمعہ۔ اس کے دوسرے رکوع میں جمعہ کے احکام بیان ہوئے ہیں' فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (یعنی نماز) کے لیے جلدی کرو اور (خرید) فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

پس ضروری ہے کہ جب نمازِ جمعہ کے لیے اذان ہو جائے تو کاروبار دنیوی ترک کر دیا جائے اور نماز کے لیے مسجد کا رخ کیا جائے۔ لیکن ساتھ ہی اس غلط فہمی کو بھی رفع کیا جا رہا ہے جو ہمارے یہاں پائی جاتی ہے کہ جمعہ کا دن عبادت کے لیے مخصوص ہے اس دن کوئی کاروبار دنیوی نہ کیا جائے فرمایا ایسا نہیں ہے:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الجمعہ)

''پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ''

یعنی نماز کی ادائیگی کے بعد تم اپنے کاروبار' ملازمتوں اور دیگر ذرائع معاش میں مصروف ہو سکتے ہو' لیکن روزی کی تلاش میں بھی اللہ کے ذکر کو مت بھولو۔ ہر حال میں اللہ کو یاد رکھو' کیونکہ اللہ کی یاد ہی تمہیں سیدھے راستے میں گامزن رکھ سکتی ہے' ورنہ شیطان تو گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ تو چاہتا ہے کہ کسی طرح بندۂ مومن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ چنانچہ وہ انسان کے دل میں وسوسہ اندازی کرتا ہے اور اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے ایسی مصروفیات میں الجھا دے کہ اللہ کی یاد اس کے دل سے نکل جائے' اسے اللہ کا خوف نہ رہے اور اس کے نتیجے میں وہ معصیت کا ارتکاب کر بیٹھے۔

احادیث میں نمازِ جمعہ کو ترک کرنے پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک روایت ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهِ يَقُوْلُ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ)) (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ برسرِ منبر فرما رہے تھے کہ: ''جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آئیں یا یہ ہوگا کہ ان کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا' پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے (اور اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیے جائیں گے)۔''

مطلب یہ ہے کہ تارکِ جمعہ کو قبولِ حق کی توفیق نہیں ملے گی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ برسرِ منبر فرما رہے تھے کہ: ''جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آئیں یا یہ ہوگا کہ ان کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا' پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے

پریس ریلیز

16 جون

آخرت کی جوابدہی کا خوف اُٹھ جانے سے معاشرہ میں برائیاں سرایت کر چکی ہیں۔

حافظ عاکف سعید

آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم ایمان بالآخرۃ کا زبان سے تو اقرار کرتے ہیں لیکن ہمارا عمل اس کی گواہی نہیں دیتا۔ یوم آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود ہم اپنے روزمرہ کے معاملات اس امر سے بے پروا ہو کر انجام دیتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اللہ کے سامنے پیش ہو کر اپنے ہر عمل کا حساب بھی دینا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام، باغ جناح، لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران سورۃ التغابن کا درس دیتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ جھوٹ، فریب، منافقت، منافرت، مادہ پرستی اور ریاکاری جیسی برائیاں ہمارے معاشرے میں بہت گہرائی تک سرایت کر چکی ہیں۔ جو کوئی جتنے بڑے دنیاوی منصب پر فائز ہے، وہ اتنا ہی ان رذائل کا حامل ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آج دنیاوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے اور آخرت کی جوابدہی کا خوف ختم ہو چکا ہے۔ آنحضور ﷺ کے عہد میں مشرکین بھی یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے کہ انسان کو مرنے کے بعد ایک دن دوبارہ اٹھایا جائے گا اور آج ہم بھی عملی طور پر ایمان بالآخرۃ سے لاتعلق ہو چکے ہیں جبکہ ایک حدیث نبویؐ کے مطابق انسان کا مرنے کے بعد روزِ محشر دوبارہ زندہ ہونا اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ کسی کا رات کو سونے کے بعد صبح بیدار ہونا۔ اگر آخرت کا تصور دھندلا جائے تو انسان کی زندگی مہمل اور بے مقصد ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ اشرف المخلوقات کے مقام سے گر کر محض ایک حیوان کی سطح پر آ جاتا ہے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان)

اور ظاہر ہے کہ بہت بڑی سزا ہے۔

جمعہ کے دن جب آدمی نماز کے لیے مسجد جا رہا ہو' اسے کیا اہتمام کرنا چاہیے اِس بارے میں بھی کتب احادیث میں کئی روایات آئی ہیں۔ بخاری شریف کی ایک روایت ہے:

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى)) (رواہ البخاری)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی بھی جمعہ کے دن (بڑے اہتمام سے) غسل کرتا ہے' اور خوب پاکیزگی حاصل کرتا ہے' اور اس کے گھر میں جو تیل یا خوشبو ہے ان کو بھی لگاتا ہے' اور پھر وہ گھر سے (مسجد) کے لیے نکلتا ہے اور (مسجد میں جا کر) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہیں بیٹھتا (یعنی لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ جہاں جگہ ملتی ہے' بیٹھ جاتا ہے اور پھر جو اِس کے لیے مقدور ہے نماز پڑھتا ہے (یعنی نوافل اور سنتیں ادا کرتا ہے) اور پھر جب امام اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے' تو اس شخص نے اُس جمعہ اور دوسرے (یعنی گزشتہ) جمعہ کے درمیان جو خطائیں کی ہوتی ہیں' بخش دی جاتی ہیں۔''

جو شخص اِس اہتمام کے ساتھ جمعہ ادا کرے گا اس میں لازماً اصلاحِ احوال کا جذبہ پیدا ہو گا۔ چنانچہ اِس میں بقیہ فرض نمازوں کے لیے بھی اہتمام کرنے کا داعیہ بیدار ہو گا۔ وہ اپنے دوسرے دینی اور دنیاوی معاملات میں بھی اللہ کے احکام پر چلنے کی کوشش کرے گا۔ نتیجتاً اس سے جو چھوٹے چھوٹے گناہ سرزد ہوں گے' اللہ تعالیٰ اُن کو معاف فرما دے گا۔ اِس حدیث سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کرنا چاہیے کہ جمعہ کے دن عبادت کا اہتمام کر لیا جائے اور باقی دنوں میں انسان غفلت میں پڑا رہے۔

ایک اور روایت ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلِّمُ اَظْفَارَهٗ وَيَقُصُّ شَارِبَهٗ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ))
(مسند بزار و معجم اوسط للطبرانی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے' (آپؓ نبی ﷺ کے معمولات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں): ''نبی ﷺ جمعہ کے دن اپنے ناخن اور اپنی مونچھوں کو تراشتے تھے اِس سے پہلے کہ نماز جمعہ کے لیے گھر سے نکلتے۔''

ایک اور روایت جمعہ کے لیے نکلنے کے اوقات سے متعلق ہے اور یہ بہت اہم روایت ہے۔ افرادِ معاشرہ میں یہ عام خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ بھی اُن کا معاملہ رسمی سا بن کر رہ گیا ہے' محض واجبی سی تیاری کر کے مسجد چلے آتے ہیں حالانکہ جمعہ کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اِس کے لیے باقاعدہ صبح سے تیاری کی جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِیْ يُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن آتا ہے ملائکہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ پہلے آنے والے کو پہلے اور بعد میں آنے والے کو بعد میں لکھنے لگتے ہیں (گویا مسجد میں آنے والوں کی حاضری لگتی ہے کہ کون پہلے آ رہا ہے اور کون بعد میں) اور اوّل وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ کی راہ میں ایک اونٹ قربان کرے' اس کے بعد آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں ایک گائے کی قربانی دے اور جو اِس کے بعد آتا ہے ثواب کے اعتبار سے وہ ایسے ہے جیسے اُس نے ایک مینڈھا اللہ کی راہ میں قربان کر دیا' پھر آنے والا ایسا ہے گویا اُس نے ایک مرغی اللہ کی راہ میں قربان کی ہو۔ اُس کے بعد آنے والا ایسا ہے گویا اس نے مرغی کا انڈا اللہ کی راہ میں دیا ہو۔ جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔''

جمعہ کی اِس فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ نمازِ جمعہ کے لیے جلد از جلد مسجد میں جایا کرے' شروع وقت میں ہی نمازیوں کی چہل پہل نظر آئے۔ ایسا نہ ہو کہ سب لوگ آخری وقت میں مسجد میں آئیں جبکہ خطیب کی گفتگو ختم ہو رہی ہو' ورنہ بیان کردہ فضائل سے محرومی اُن کا مقدر ہو گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین (مرتب: محبوب الحق عاجز)

بقیہ: اداریہ

اور کیا ہم سمجھتے ہیں کہ ہم میلاد کی محافل منعقد کر کے رسول اللہ ﷺ کو راضی کر لیں گے' حالانکہ قرآنِ مجسم کی رضا تو نفاذِ قرآن میں مضمر ہے۔ یقیناً اسلام کے خمیر میں مایوسی نہیں ہے۔ یہ مت بھولیں کہ باقی تمام انبیاء اور رُسل کو اپنی قوموں کے لیے اور اُس خاص وقت کے لیے معجزات عطا کیے گئے۔ وہ قومیں جب تاویلات میں پڑ گئیں اور انہوں نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا' تو نسیاً منسیا ہو گئیں۔ نبی اکرم ﷺ کی رسالت تا قیامت ہے اور آپ کا معجزہ بھی اصلی صورت میں کائنات کی حیات مکمل ہونے تک رہے گا۔ اگر ہم عملاً اور حقیقتاً اسے تسلیم نہیں کریں گے تو فَتَرَبَّصُوْا کی صدا تو آ چکی' اللہ اپنا فیصلہ بھی صادر نہ کر دے اور اپنے محبوب کی پیشین گوئیاں سچ ثابت کرنے کے لیے بعد کے لوگوں کو اٹھائے یا کسی دوسری قوم کو ہدایت دے دے۔ ابھی وقت باقی ہے' ابھی مہلت ہے۔

کوئی ہمیں چیلنج کر سکتا ہے کہ ہم نے فَتَرَبَّصُوْا کی صدا کیسے سن لی۔ یقیناً ہم بہت گناہ گار ہیں۔ رحمتِ الٰہی ہماری واحد آس اور ہمارا واحد سہارا ہے لیکن جب مسلمان حکمران توحید کے دشمن تین خداؤں پر ایمان رکھنے والے اور توہین رسالت ﷺ کے مرتکبین کی حوصلہ افزائی کرنے والے بش کی فوج کے سپاہی بنے ہوئے ہوں' جب خاص و عام دنیوی مفادات پر یوں ٹوٹ پڑیں جیسے گدھ مردار پر اور جنگل کا درندہ شکار پر ٹوٹ پڑتا ہے' جب بازاروں میں لوٹ مار مچی ہو' سود کو منافع کا نام دے دیا جائے' حیا کا مسلم معاشرے سے جنازہ اُٹھ رہا ہو' ظلم کو عدل کہا جائے' جب روشن خیالی کے نام پر دینی اقدار کی بے حرمتی ہو رہی ہو' جب دانشور اور نام نہاد مسلم سکالرز رسالت کو دائمی اور سنتِ رسول ﷺ کو وقتی قرار دے رہے ہوں' جب منافقت کو حکمت اور عملیت پسندی کا نام دے دیا جائے' جب شعبدہ بازی' دانش مندی اور سیاست قرار پائے' یہ سب کچھ جب دیکھتی آنکھوں کو نظر آئے گا تو کیا سنتے کانوں کو فَتَرَبَّصُوْا کی صدا سنائی نہیں دے گی؟

رفقاء تنظیم متوجہ ہوں

مرکزی شعبہ تربیت کے زیر اہتمام

ماہ جولائی 2006ء میں تربیتی پروگرام

9 تا 15 جولائی 2006ء	مبتدی تربیت گاہ	بی بیوڑ' دیر بالا' مالاکنڈ ڈویژن
22 تا 28 جولائی 2006ء	مبتدی / ملتزم تربیت گاہ	قرآن اکیڈمی کراچی

مبتدی اور ملتزم رفقاء مذکورہ بالا تربیت گاہوں سے بھرپور استفادہ فرمائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ: 6316638,6366638, 0300-4204035

عالمی حالات اور حقیقتِ توبہ

ابوکلیم نبی محسن

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے فاصلے معدوم ہو گئے ہیں اور کرۂ ارض ایک میدان کی صورت اختیار کر گیا ہے جہاں تہذیبوں کا ٹکراؤ جاری ہے۔ یہود کی کٹھ پتلی صلیبی طاقتیں اسلام کا نام ونشان مٹا کر ایک خدا ناشناس تہذیب کو کرۂ ارض کی زینت بنانا چاہتی ہیں' جسے نیو ورلڈ آرڈر کا نام دیا جا رہا ہے۔ غیر اللہ کی حاکمیت پر مشتمل یہ دجالی نظام' سودی معیشت کے ذریعے مالیاتی کنٹرول حاصل کرنا' اور فحاشی وعریانی کے ذریعے سماجی سطح پر انسان کو حیوان بنانا چاہتا ہے۔ اس ابلیسی نظام کو جارج ڈبلیو بش اینڈ کمپنی مضبوط تر کر دینا چاہتے ہیں۔ اس خدا بیزار نظام اور تہذیب کا مقابلہ سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی جنگ اسلام اور اُس کی اقدار کے خلاف جاری ہے۔

چنانچہ مغربی میڈیا پر مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ انہیں ایسے روپ میں پیش کیا جاتا ہے گویا وہ سانپ اور بچھو کی طرح ضرر رساں ہیں' لہٰذا جہاں بھی انہیں سر اٹھاتا دیکھو ختم کر دو' کیونکہ یہ دہشت گرد ہیں۔ یہ زمین کے امن کو برباد کر رہے ہیں۔

دوسری طرف مالک کون ومکاں ہماری بداعمالیوں اور بے وفائیوں کے سبب ہم سے ناراض ہے۔ ہم پر کبھی قحط سالی آتی ہے تو کبھی پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں اور کبھی ہولناک زلزلے ہمیں جھنجوڑتے ہیں۔ امت مسلمہ کا حال یہ ہے کہ۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

یاس اور ناامیدی کی اس گھٹا ٹوپ فضا میں ہمارے لیے ایک ہی راستہ ہے' جس پر چل کر ہم اللہ کی رحمت اور اس کی نظر کرم کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں' اور وہ ہے توبہ کا راستہ۔ سورۃ الزمر میں فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ﴾

"(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو' جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اس سے پہلے کہ آئے تم پر عذاب' پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا' اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو' اس نہایت اچھی (کتاب) کی پیروی کرو' جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے۔"

اس طرح حضرت آدمؑ سے جب حکم عدولی ہوئی تو انہوں نے اللہ کی جناب میں رجوع کیا اور اپنے کیے پر معافی مانگی' فرمایا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ ﴾
(الاعراف)

"پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔"

توبہ سے مراد کیا ہے؟ توبہ کا مطلب ہے گناہ پر سچی ندامت اور اس کو ترک کر کے اللہ سے معافی مانگنا' اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

پس ضروری ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص انفرادی طور پر اپنے گناہوں سے توبہ کرے' اس کے لیے پہلے ہر شخص حرام خوری' سودی کاروبار سے توبہ کرے' بے پردگی سے اجتناب کرے' ظلم وزیادتی سے باز آئے' اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرے' یہی سچی توبہ ہوگی۔

سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ ...... ﴿۸﴾ ﴾

"اے ایمان والو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔"

پھر یہ کہ اجتماعی سطح پر اللہ کی جناب میں توبہ کی جائے' اس دین کی طرف پیش قدمی کی جائے' ہر کلمہ گو اسلام کے نظام قیام عدل وقسط کے لیے منظم کوشش کرے' منکرات کے خاتمہ کے لیے تگ ودو کرے' کیونکہ کسی بھی قوم میں جب منکرات جڑ پکڑ لیتے ہیں تو وہ پوری قوم اللہ کے قہر وغضب کا شکار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً ۚ...... ﴿۲۵﴾ ﴾

"اور اُس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں۔"

منکرات میں سب سے بڑا منکر تو یہی طاغوتی نظام ہے' سو اس کے خاتمے کی جدوجہد ایمان کا اوّلین تقاضا ہے' قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ ...... ﴿۳۹﴾ ﴾

"اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ کا ہو جائے۔"

افسوس کہ ہم نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت اسلام پر کافرانہ نظام کو ترجیح دی ہے۔ اگر ہم موجودہ زبوں حالی سے نجات چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اللہ کو راضی کریں' طاغوتی نظام کے خاتمے کی کوشش کریں۔ اس طرح اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہوگی۔

ہمارے لیے مژدہ جاں فزا سورۃ الفرقان کی یہ آیت ہے۔

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَـيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ ﴾

"مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

سیکولرازم کا پس منظر

ثمن احسان

سیکولرزم کا لفظ عرصہ دراز سے زبان زد عام ہے۔ افراد' ادارے یہاں تک کہ قومیں بھی اپنے آپ کو سیکولر پیش کرنے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ آیئے تاریخ کے اوراق پلٹیں اور خود اُن واقعات کو دیکھیں جنہوں نے اس مخصوص لفظ کو جنم دیا۔ لفظ سیکولرزم کا جائزہ لیں تو نہ تو یہ کوئی نئی عجیب شے ہے اور نہ ہی یہ محض بیس ہی سالوں کے اندر اندر وجود میں آ گیا ہے۔ اس کا آغاز مغربی تہذیب کے ساتھ ہی ہوگیا اور اُس کے ساتھ ہی اس میں پختگی آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں تہذیب کی بلند و بالا عمارت صدیوں سے اس سیکولرزم کی گود میں تربیت پاتی رہی ہے۔ سیکولرزم کی تاریخ کے جائزے سے پہلے آیئے ہم خود مغربی تہذیب کا ذرا تفصیلی جائزہ لیں۔

مغربی تہذیب کا ہراول دستہ یونانی اور رومی ہیں۔ ایک مغربی سکالر کا کہنا ہے:

> ''جدید مغربی تہذیب کا مرکز یونان ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو اُس کے تمام شعبہ جات میں برابر طور پر نشوونما دی جائے۔ سب سے زیادہ اہمیت خوبصورت جسم تھا۔ یہ واضح طور پر نظر آنے والی چیز تھی۔ بہت زیادہ زور جسمانی تعلیم' کھیلوں' اچھل کود اور ذہنی تعلیم' شاعری' موسیقی' ڈرامہ اور فلاسفی پر دیا گیا۔ اس کا مذہب نہ روحانیت تھا نہ ہی عقائد نہ پاپائیت اور نہ تصوف۔''

جب رومیوں کو یونانیوں کی جگہ ملی تو انہوں نے اُن کے طور طریقے اور ادب بھی ورثے میں پائے۔ حقیقت یہ ہے کہ رومیوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں یونانیوں کی نقل کی' خواہ وہ اُن کے انداز اور اخلاقیات تھے یا اُن کے احساسات اور جذبات۔ اس طرح یونانی تہذیب رومیوں میں منتقل ہوگئی۔

جب رومی بادشاہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کی تو تاریخ نے کروٹ لی۔ بادشاہ عیسائی ہوا تو عیسائیت کو روم میں ریاستی مذہب کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جنہیں اس مذہب سے کوئی واقفیت نہ تھی' اُس کے پرجوش حامی بن گئے۔ کیونکہ اُن کے مفادات اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے۔ نتیجے کے طور پر کہ روم کے اندر دھریت نے عیسائی دھریت کی صورت اختیار کر لی۔ اس طرح روم میں دو طرح کے لوگ پیدا ہو گئے۔ ایک وہ جنہوں نے مکمل طور پر دنیاوی مفادات سے علیحدگی اختیار کر لی' دوسرے وہ جنہوں نے ایک مذہبی گروپ تشکیل دیا اور انہوں نے ترک دنیا اور غیر طبعی انداز حیات اپنا لیا۔ موخر الذکر خود بخود چرچ کا مالک بن گیا۔ روم کی مادی طرز زندگی کے ردعمل کے طور پر لوگوں کی ایک جماعت نے یہ انداز اپنا لیا۔ تاہم رہبانیت کے تقاضے انسانی برداشت سے اس قدر باہر تھے کہ مذہبی پیشوا خود بھی اپنی مشقتوں سے چھٹکارا پانے کے طریقے ڈھونڈنے لگے۔ فطری جبلتوں کو اگر حد سے زیادہ دبایا جائے تو وہ انتقامی جذبے کے ساتھ بہت جلدی بیدار ہو جاتی ہیں عیسائی مذہبی راہنما عیش و عشرت اور سہولت پسندی میں لگ گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بددیانتی اور گھٹیاپن میں یہاں تک گر گئے کہ چرچ کے عہدے اور منصب عام چیزوں کی طرح بکنے لگے۔ کبھی کبھی تو اُن کی بولی لگتی۔ جنت کے پاسپورٹ' نجات کے پروانے' قانون شکنی کے اجازت نامے اور بخشش کے سرٹیفکیٹ جائیداد کے اسٹام پیپرز کی طرح بکنے لگے۔ کنٹربری کی کہانیوں کا دیباچہ ''پرولوگ آف کنٹربری ٹیلز'' جو کہ انگریزی ادب کا اہم اثاثہ ہے' چرچ کے ان

> مشہور سائنس دان گلیلیو (Galileo) کو اس بات پر پھانسی کی سزا دی گئی کہ اُس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے' کیونکہ یہ بات صدیوں سے چرچ میں بتائے جانے والے نظریہ کے خلاف تھی

سرپرستوں کے کرتوتوں سے بھری پڑی ہے۔ خود پوپ رذائل اخلاق میں اس حد تک ملوث ہو چکے تھے کہ اُن کی خانقاہیں گناہوں کی آماجگاہیں بن گئی تھیں۔ سینٹ جیروم Jerome کے قول کے مطابق امراء اور دولت مند طبقے کی رنگ رلیاں پادریوں کی ہوس پرستیوں کے سامنے ہیچ تھیں۔ اس طرح ریاست پورے طور پر انتہائی رذالت اور گندگی میں گر گئی تھی۔ اس دور کو عام طور پر میڈیاول ایرا ''Medieval Era'' یا زیادہ واضح طور پر ''تاریک دور'' کہا جاتا ہے۔

اتفاق کی بات ہے کہ اسی دور میں مسلمان فاتحین یورپ تک پہنچ گئے۔ یہ مسلمان اتنے زیادہ خدا پرست نہ تھے جتنے ان کے آباو اجداد اسلام کی پہلی صدی میں تھے۔ اُن میں سے بہت سے دنیادار ہو گئے تھے' تاہم زندگی کے اُس نئے انداز نے' جو انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا (اگرچہ وہ اپنی صحیح شکل میں نہ تھا) مغربی باشندوں کے ذہنوں کو بہت متاثر کیا۔ اس کے مختلف کارنامے' آرٹس اور سائنس کے میدان میں جو تجربات اور تحقیق کی بنیاد پر تھے نیز اخوت اور مساوات جیسی سماجی خوبیوں نے لوگوں میں حوصلہ پیدا کر دیا کہ وہ مذہبی راہنماؤں کے شیطانی کرتوتوں کو طشت ازبام کریں۔ بہت سے مفکرین نے پادریوں کی بتائی ہوئی الہامی تعلیمات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنے سے انکار کر دیا۔ اس چیز نے شدید معرکہ آرائی کو جنم دیا۔ لوگوں نے بڑی دلیری کے ساتھ چرچ کی اتھارٹی پر تنقید کرنا شروع کر دیا۔

یہ پادری حرص وہوا اور بددیانتی کی اندھی قوت کے بل پر اس قدر اندھے ہو چکے تھے کہ انہوں نے ان باغیوں کو سزائیں دینا شروع کر دیں اور باقاعدہ مذہبی عدالتوں کا ادارہ قائم کر دیا۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو شدید سزاؤں کا مستحق قرار دیا گیا۔ اور برونو (Bruno) کی طرح کے ہزاروں آدمیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ مشہور سائنس دان گلیلیو (Galileo) کو اس بات پر پھانسی کی سزا دی گئی کہ اُس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے کیونکہ یہ بات صدیوں سے چرچ میں بتائے جانے والے نظریہ کے خلاف تھی۔ اسی شدید رویے نے پادریوں کے زوال کی رفتار تیز کر دی۔ لوگ پہلے سے زیادہ اُن سے متنفر ہو گئے۔ پادریوں کے خلاف یہ معاندانہ رویہ اور نفرت اس درجہ بڑھی کہ اس سے نہ صرف عیسائیت کے خلاف ردعمل ظاہر ہوا بلکہ تمام مذاہب کے خلاف جذبہ پیدا ہوگیا۔ اس صورت حال میں حقیقت پسند لوگ چرچ کے خلاف اس نفرت کے بارے میں فیصلہ نہ کر سکے کہ پادریوں کی ان سیاہ کاریوں کے لیے چرچ کو کس حد تک مورد الزام ٹھہرایا جائے۔ یہاں سے سیکولرزم کی ابتدا ہوئی۔ لوگوں نے مذہب کے پورے ادارے کی تباہی کا سبب بننے والی اس تبدیلی کو خوش آئند سمجھا۔ لوگوں کی ذہنی بغاوت اور روشن خیالی نے' جو کہ چرچ کی اجارہ داری کے ذریعے دبی ہوئی تھی' عام آدمی کو ہر قسم کی پابندیوں کے خلاف لا کھڑا کر دیا۔ خواہ یہ پابندیاں مذہب کی طرف سے تھیں یا معاشرے کی طرف سے۔ پھر کسی قوت بالا کے وجود پر یقین ختم کرنے کے لیے کئی طرح کے علوم کی شاخیں پیدا ہو گئیں' آدمی بس یہ ہی سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ مادہ نیوٹرون پروٹون کے ملاپ کے علاوہ کچھ نہیں۔ دوسرے لفظوں میں اہل مغرب نے کائنات کے خالق کو دنیاوی معاملات سے بے تعلق کر دیا۔ مغرب کی تاریخ میں یہ زمانہ یورپ میں نشاۃ ثانیہ (Renaissance) کہلاتا ہے۔

اس دور میں ادیب' مصنف اور دانش ور مستعدی کے ساتھ مذہب کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کو ختم کرنے میں مصروف ہو گئے' تاہم ابھی تک وہ لوگ موجود تھے جو اپنا تعلق مذہبی قیادت سے یکسر توڑنا نہیں چاہتے تھے' چنانچہ آخرکار یہ طے پایا کہ مذہب کو آدمی کا نجی معاملہ سمجھا جائے۔ اس طرح ریاست چرچ سے الگ ہو گئی۔ پندرھویں اور سولھویں صدی کی سیکولر تحریک نے' جس کا مقصد اہل مغرب کے ذہنوں کو آزادی دینا تھا' عقائد اور چرچ کا دباؤ اتار پھینکا اور اس طرح خدائی اختیارات کو یکسر مسترد کر دیا گیا۔

جو کچھ اب تک بیان ہوا اس سے (باقی صفحہ 15 پر)

صلیبی جنگوں سے پہلے

پہلی صلیبی جنگ کے نتیجے میں شام اور فلسطین کے مفتوحہ علاقوں میں چار آزاد ریاستیں (بیت المقدس' انطاکیہ' طرابلس اور الرہا) قائم ہوئیں۔ اس حملے میں مختلف یورپی ممالک کی مسلح زائرین کی جو جماعتیں شریک ہوئی' اُن کا ظاہری مقصد بیت المقدس تک رسائی کے لیے عیسائی زائرین کو سہولتیں مہیا کرنا تھا' لیکن باہمی مخاصمت اور غیر منظم ہونے کے باوجود جب اُن کا سامنا سلجوقی ترکوں سے ہوا تو انہیں احساس ہوا کہ سلجوقیوں میں وحدتِ عمل اور اتفاق مفقود ہے' اور پھر انہیں بعض غدار سلجوقی قائدین کا تعاون بھی حاصل ہوگیا ہے' اس سے صلیبیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ قلعوں پر قلعے فتح کر کے وہاں اپنی ریاستیں قائم کرنے لگے' حتیٰ کہ زیارت بیت المقدس کا مقدس فریضہ بھی انہیں چنداں عزیز نہ رہا اور وہ کہیں تین سال بعد یعنی 1099ء میں بیت المقدس میں داخل ہو سکے۔ بیت المقدس پر تسلط کے بعد صلیبیوں کی یلغار بہت جلد شام اور مصر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی' اگر عماد الدین زنگی اور اُس کا بیٹا نور الدین زنگی اُن کے راستے میں نہ ڈٹ جاتے اور اُن کے حلیف مصر کے فاطمی وزیر اعظم افضل بن بدرا الجمالی کو مصر کے بارے میں صلیبیوں کے خفیہ عزائم کا علم نہ ہو جاتا۔

عماد الدین زنگی عالمِ اسلام کے مشہور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے ایک معزز سالار قسیم الدولہ کا فرزند تھا۔ قسیم الدولہ کو سلطان ملک شاہ سلجوقی نے پہلے اپنے قصرِ شاہی کا حاکم مقرر کیا' پھر حلب کا حاکم تعینات کیا۔ درباری خانگی جھگڑوں میں قسیم الدولہ کو قتل کرایا گیا۔ قتل کے وقت عماد الدین کی عمر چودہ سال کی تھی۔ وہ اپنے والدین کی واحد اولاد تھا۔ اپنے والد کے قتل کے بعد وہ بھاگ کر شام کے دوسرے شہر موصل پہنچا' جہاں اُس وقت امیر زرکمیش حاکم تھا۔ وہ پہلے سے عماد الدین کو پسند کرتا تھا اور ایک سابقہ جنگ میں اس نوجوان کی شجاعت کا مظاہرہ اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا۔ اُس نے عماد الدین کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اور اُس نے اس قدر مہربانی کی کہ اپنی پوتی کا نکاح اُس کے ساتھ کر دیا اور جہیز میں ایک معقول جاگیر بھی عماد الدین کے نام کر دی۔ دریں اثنا حلب کی طرح موصل میں بھی امراء کی خانہ جنگی شروع ہوگئی اور عماد الدین موصل سے دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر گیا' لیکن جلد ہی ایک شخص امیر مودود کو موصل کا حاکم بنایا گیا۔ یہ بھی عماد الدین کو پسند کرتا تھا۔ وہ پھر موصل کی طرف لوٹا اور امیر مودود کے لشکر میں شامل ہوگیا۔

اُس وقت مسلمان (آج کی طرح) گھٹا ٹوپ اندھیرے اور سخت مایوسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

امیر مودود نے عماد الدین زنگی کے ساتھ مل کر چند ہی معرکوں میں کامیابی حاصل کی تھی کہ حسن بن صباح کے ایک ظالم فدائی نے' جسے باطنی کہتے ہیں' امیر مودود پر اچانک اُس وقت حملہ کر دیا' جب وہ دمشق کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور اس حملے کے نتیجے میں امیر مودود شہید ہوگیا۔

صلیبیوں کے ہاتھوں عراق' شام اور فلسطین کے مسلمانوں کو گھمبیر مسائل اور مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ مسلح صلیبیوں کے ہاتھوں ان علاقوں کے مسلمانوں کی جان محفوظ تھی نہ آبرو' اس لیے گزشتہ چند سال کے اندر اندر یورپ کے صلیبی حملہ آوروں نے مسلمانوں کے وسیع علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور مسلمانوں کے بڑے بڑے شہروں مثلاً عدیسہ' انطاکیہ' بیت المقدس' بیروت' طرابلس' عکہ' صیدا' ارسوف' قیساریہ' مارم' طریہ' بانیات اور دوسرے بہت سے شہروں اور قصبوں پر وہاں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔

ان علاقوں میں عیسائیوں کے اقتدار کو دو انتہا پسند مذہبی فرقوں نے بڑی تقویت پہنچائی۔ یہ ٹمپلر اور ہاسپٹلر تھے۔ کہنے کو تو ٹمپلر کو عبادت گاہوں کا خادم اور ہاسپٹلر کو ہسپتالوں کا خادم کہا جاتا تھا' لیکن اِن دونوں فرقوں نے اپنے آپ کو فوجی بنیادوں پر منظم کر لیا تھا اور عیسائی سلطنت کے پشت پناہ بن گئے تھے۔ یہ مسلمانوں کے جانی دشمن تھے اور مسلمانوں کو زک پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی جارحانہ سرگرمیوں اور دہشت گردی سے اُن علاقوں میں جن کو آج مشرق وسطیٰ کہا جاتا ہے' مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

جب موصل کے نئے حکمران امیر مودود نے عماد الدین زنگی کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا' تب یہ دونوں مل کر اپنی طاقت کو مضبوط اور مستحکم کرنے لگے' فوج کی تعداد اور معیار بڑھانے لگے۔ امیر مودود بڑا غیرت مند اور باہمت مسلمان تھا۔ اس سے پہلے کسی بھی مسلمان حکمران نے یہ سوچا تک نہ تھا کہ یورپ کے صلیبیوں اور مقامی عیسائیوں نے مسلمانوں کے جن علاقوں پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے' وہ واپس لینے کا اہتمام کیا جائے۔ امیر مودود پہلا شخص تھا جس نے ارادہ اور فیصلہ کر لیا کہ صلیبی جو یورپی ممالک سے قافلہ در قافلہ نکل کر مسلمانوں کے علاقوں پر زبردستی قابض ہو گئے ہیں' اُن کے خلاف باقاعدہ جہاد کا آغاز کرتے ہوئے ان سے اپنے علاقے واپس لیے جائیں۔

بجستان پر قبضہ

امیر مودود کا نیا دوست اور نائب عماد الدین پہلے ہی ایک عرصے سے اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ اپنے علاقے صلیبیوں کے قبضے سے نکالنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ وہ اُن کی جارحانہ سرگرمیوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے مصائب دیکھ کر ہر وقت کڑھتا رہتا تھا۔ اب دونوں مل کر اپنے کام کی ابتدا کی۔ سب سے پہلے انہوں نے بجستان کا رُخ کیا۔ وہاں جو صلیبی لشکر جمع تھے' اُن پر حملہ کیا۔ انہیں بدترین شکست دی۔ اس اولین معرکے میں' ایک موقع پر صلیبیوں نے عماد الدین کو گھیر لیا' لیکن وہ مطلق ہراساں نہ ہوا اور اُس نے دشمن پر اس زور کا حملہ کیا کہ بے شمار صلیبیوں کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوا اُن کے گھیرے سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس طرح بجستان کے مقام پر امیر مودود اور عماد الدین زنگی نے مل کر صلیبیوں کو پہلی شکست دی۔

بجستان کے بعد دونوں نے دوسرا میدانِ جنگ عدیسہ شہر کے قریب سجایا۔ یہاں بھی انہوں نے صلیبیوں پر

ایسے حملے کیے کہ اُن کا ناک میں دَم کر دیا اور اِن دونوں کے ہاتھوں دشمن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

اِس کے بعد جنگ کا تیسرا میدان امیر مودود اور عمادالدین نے طبریہ کے قریب لگایا۔ یہ صلیبیوں کے خلاف ان کی ایک خون ریز اور محیر العقول جنگ تھی۔ اس جنگ میں بھی عمادالدین عجیب انداز میں دشمن سے لڑا اور دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا طبریہ شہر کے دروازے تک پہنچ گیا تھا۔ اس جنگ کا خاص واقعہ جو تاریخ میں مذکورہ ہوا' یہ ہے کہ عمادالدین زنگی نے اِس جوش و جذبے سے حصہ لیا کہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا طبریہ شہر کی فصیل کے قریب پہنچا اور اپنا نیزہ اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ اُس نے طبریہ شہر کی فصیل کے دروازے میں گاڑ دیا تھا۔ طبریہ کی فتح کے بعد عمادالدین کو بہترین شہرت ملی۔ صلیبی اُس کا نام سُن کر خوف سے لرزنے لگتے تھے۔

امیر مودود کی شہادت

حالات کی ستم ظریفی کہ امیر مودود نے عمادالدین زنگی کے ساتھ مل کر چند ہی معرکوں میں کامیابی حاصل کی تھی کہ حسن بن صباح کے ایک ظالم فدائی نے' جسے باطنی کہتے ہیں' امیر مودود پر اچانک اُس وقت حملہ کر دیا' جب وہ دمشق کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور اِس حملے کے نتیجے میں امیر مودود شہید ہوگیا۔ یہ عالمِ اسلام کا ایک بہت بڑا نقصان تھا' اس لیے کہ امیر مودود نے یورپ سے آنے والے صلیبیوں کے خلاف جنگ شروع کر کے اپنے علاقے واپس لینے کا عزم کر لیا تھا اور کچھ لڑائیوں میں انہیں بدترین شکست بھی دی تھی۔ امیر مودود کی شہادت کے بعد ایک بار پھر عمادالدین زنگی اُسی طرح یکہ وتنہا رہ گیا جس طرح اپنے باپ قسیم الدولہ کی شہادت کے وقت رہ گیا تھا۔ اب بار بار اُس کی نگاہ سلطان محمود سلجوقی پر اٹھتی تھی' لیکن سلطان محمود بھی اُن درباری سازشوں کا شکار ہوا جو تاریخ اسلام میں مسلمان بادشاہوں اور سلاطین کی عام روایت رہی ہے۔

سلجوقیوں کی اندرونی خانہ جنگی

یہ کہانی بہت طویل ہے' لیکن خلاصہ یہ ہے کہ مشہور و معروف سلطان ملک شاہ سلجوقی کے پانچ بیٹے تھے۔ احمد' برکیاروق' محمد' سنجر اور محمود۔ ولی عہد سب سے بڑا بیٹا احمد تھا جو گیارہ برس کی عُمر میں سلطان ملک شاہ کی زندگی ہی میں فوت ہوگیا تھا۔ اُس کے بعد سلطان کے وزیر نظام الملک طوسی نے برکیاروق کو ولی عہد بنوادیا۔ لیکن برکیاروق باپ کی طرف سے سگا لیکن ماں کی طرف سے سوتیلا تھا' لہٰذا جب سلطان ملک شاہ سلجوقی شہید ہوا تو اُس کے پانچویں بیٹے محمود کی ماں ترکان خاتون نے برکیاروق کی جگہ اپنے چار سالہ نابالغ بیٹے محمود کو سلطان ملک شاہ سلجوقی کا وارث قرار دے دیا۔ برکیاروق کے خیر خواہ امراء نے برکیاروق کے سر پر تاج رکھ دیا اور اُس کے نام کا خطبہ مساجد میں پڑھوا دیا۔ اس کے بعد برکیاروق اپنی فوج لے کر اصفہان کی طرف بڑھا تو ترکان خاتون نے مقابلے کی تاب نہ پائی اور سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اصفہان اور اُس کے نواحی علاقے اپنے بیٹے محمود کو دیے۔ باقی سلطنت برکیاروق کے حوالے کر دی۔ جلد ہی محمود اور برکیاروق اپنی اپنی طبعی موت مر گئے۔ لہٰذا دونوں کا بھائی محمد سلجوقی ایران اور عراق کی سلطنت کا سلطان ہوا۔

جب امیر مودود کو دمشق کی مسجد میں ایک باطنی نے شہید کیا' تو اِسی سلطان محمد سلجوقی نے امیر مودود کی جگہ اُس کے بیٹے امیر مسعود کو موصل کا حاکم مقرر کیا۔ عمادالدین کے لیے سلطان کا حکم جاری ہوا کہ وہ امیر مسعود کے تحت کام کرے۔ جلد ہی سلطان محمد سلجوقی بھی وفات پا گیا اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا سلطان محمود تخت نشین ہوا۔ موصل کے حاکم امیر مسعود نے اُس کی جانشینی سے اختلاف کیا اور اُس کے خلاف بغاوت کر دی۔ سلطان محمود نے بڑی سختی کے ساتھ بغاوت کو کچل دیا۔ جس وقت امیر مسعود نے سلطان محمود سلجوقی کے خلاف بغاوت کی تھی' عمادالدین زنگی نے سلطان محمود کے خلاف امیر مسعود کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اُسے اِسی بنا پر معتوب کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ جب امیر مسعود کا خاتمہ ہوگیا تو سلطان محمود نے امیر مسعود کی جگہ ایک شخص برسقی کو موصل کا حاکم مقرر کیا اور عمادالدین زنگی کا سابقہ اعزاز بحال کیا اور اُسے موصل میں برسقی کا نائب مقرر کیا۔

برسقی اور عمادالدین کی رفاقت

صلیبیوں کے خلاف جیسی جذباتی ہم آہنگی اور عملی رفاقت امیر مودود اور عمادالدین زنگی کے خلاف ہوئی تھی' ویسی ہی امیر برسقی اور عمادالدین کے درمیان ہوئی۔ برسقی بھی ایک بہادر اور بیدار مغز حاکم تھا اور امیر مودود کی طرح اُس کے دل میں بھی صلیبیوں کے خلاف جہاد کرنے کا جذبہ موجود تھا' لہٰذا عمادالدین کو اُس کی نیابت میں اپنے فطری جوہر دکھانے کا خوب موقع ملا۔ موصل کا حاکم بنتے ہی امیر برسقی نے عمادالدین سے مشورے کے ساتھ عیسائیوں کے شہر سیمساط پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا جو اُن کا ایک مضبوط اور مستحکم گڑھ تھا۔ یہاں فرانسیسی صلیبیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ ان کے علاوہ آرمینیا اور یورپی ممالک کے جنگجو بھی موجود تھے۔ انہوں نے سیمساط سے باہر نکل کر مسلمان لشکر کا مقابلہ کیا لیکن بدترین شکست کھائی اور سیمساط کا قلعہ اور کئی اور قلعے گنوا بیٹھے۔

چند ماہ کے بعد امیر برسقی فوت ہو گئے تو صلیبیوں نے پَر پُرزے نکالنے شروع کر دیے۔ موصل کے دو ممتاز علمائے دین بہاء الدین ابوالحسن اور علامہ صلاح الدین محمد سلطان محمود سلجوقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس سے درخواست کی کہ موصل کی امارت امیر برسقی کے نابالغ بیٹے کی بجائے کسی تجربہ کار اور آزمودہ سالار کے حوالے کی جائے تاکہ وہ صلیبیوں کے حملے کی صورت میں موصل شہر کا دفاع کر سکے۔ اطلاعات یہ تھیں کہ صلیبی موصل پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

اتابک کا خطاب

سلطان محمود سلجوقی نے ان دو بزرگوں کی سفارش پر اپنے سالاروں اور مشیروں کے مشورے سے عمادالدین زنگی کو موصل کا حاکم مقرر کر دیا اور ساتھ ہی اُسے اتابک کا خطاب بھی دیا۔ اتابک دراصل ترکی لفظ ''اتابیگ'' کا مخفف ہے اور اس کے معنی استاد اور اتالیق کے ہیں۔ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے یہ خطاب ملک شاہ سلجوقی نے اپنے سلطنت کے وزیر خواجہ نظام الملک طوسی کو دیا تھا۔ اس کے بعد سلجوقی سلطنت میں یہ ایک اہم خطاب بن گیا۔ یہ خطاب صرف اُسی امیر کو ملتا تھا جو سیاسی اثر ورسوخ اور عسکری شجاعت کے لحاظ سے انتہائی معزز اور محترم ہوا کرتا تھا۔ پہلے جس شخص کو یہ خطاب ملتا تھا' اُس کے فرائض میں نوجوان شہزادوں کی تربیت شامل ہوتی تھی' اب جن لوگوں کو یہ خطاب ملتا تھا' وہ حکومت کے معاملات میں بھی حصہ لینے لگے۔ اس طرح یہ خطاب مسلمانوں کی سلطنت میں انتہائی اہمیت اختیار کر گیا۔

اتابک عمادالدین زنگی کو سلطان محمود سلجوقی نے 512ھ/1118ء میں موصل کا حاکم مقرر کیا تھا' اور اُس سے صرف ایک سال پہلے اُس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اُس نے نورالدین رکھا' جو باپ کی وفات کے بعد سلطان نورالدین زنگی کے نام سے مشہور ہوا۔

(جاری ہے)

ایک موقع پر صلیبیوں نے عمادالدین کو گھیر لیا' لیکن اُس نے دشمن پر اِس زور کا حملہ کیا کہ بے شمار صلیبیوں کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوا اُن کے گھیرے سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا

جرنیلوں کی فتح

عرفان حسین

کچھ دن ہوئے ڈان اخبار میں ''پبلک اکاؤنٹس کمیٹی'' (PAC) کی کارروائی کی ایک رپورٹ نظر سے گزری' تو میں پریشانی کے عالم میں سرِدُھنتا رہ گیا۔ PAC نے واضح طور پر تین (ریٹائرڈ) لفٹیننٹ جرنیلوں کو ایک ایسے کیس میں بے خطا قرار دیا تھا' جس کے مطابق 2002ء میں' چین سے 69 ریلوے انجن' جن کی قیمت 98 ملین ڈالر بنائی جاتی ہے' درآمد کئے گئے۔ ایک حوالے سے تو یہ میرے لیے خوشی کا مقام تھا کہ اعلیٰ عہدے کے سابقہ فوجی ملازمین کو جنہوں نے اپنی عمدہ کارکردگی کے باعث فضیلت کے درجات اور بلند مرتبہ حاصل کیا تھا' ہر قسم کے الزام میں بے خطا قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ان کی بے گناہی کے اعلان پر کچھ تعجب بھی نہیں ہوا' اِس لیے کہ پیشہ ورانہ فوجی ملازمت میں صرف ایسے اشخاص ہی اپنے عہدے اور مرتبے میں عروج حاصل کرنے کے قابل سمجھے جاتے ہیں جن کے صاف ستھرے کردار میں پیشہ ورانہ فضیلت اور سالمیت ہو' اور جن کے کام میں پختگی ہو اور دیانتداری بھی۔

البتہ اس بات کے انکشاف سے میں ششدر رہ گیا کہ اعلیٰ عہدے کے یہ تینوں افسران ایک ہی غیر فوجی محکمے میں ملازم تھے۔ میں اپنے طویل عرصۂ ملازمت کے ابتدائی دور میں کئی سال تک پاکستان ریلوے کے فنانس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا رہا۔ اُن دِنوں یہ بات کبھی میرے خیال میں بھی نہیں آ سکتی تھی کہ ایک ہی محکمہ میں' ایک ہی وقت میں' وزارت' چیئرمین اور جنرل منیجر کی تینوں آسامیاں 3 سٹار (ریٹائرڈ) فوجی جرنیلوں کے قبضہ میں آ سکتی ہے۔ اس وقت چیئرمین اور جنرل منیجر کی آسامیاں' ریلوے کے ایسے پیشہ ورانہ افسروں کے سپرد کی جاتی تھیں جن کے پاس ریلوے کے سالہا سال کا تجربہ ہوتا تھا۔ البتہ وزارت کا عہدہ پارلیمنٹ کے کسی منتخب ممبر کو عنایت کیا جاتا تھا۔ ہاں مارشل لاء کے دور میں اکثر کسی باوردی فوجی جنرل کو دے دیا جاتا تھا۔ ریلوے کے محکمے کو یکا یک' ایک ہی وقت میں تین جرنیلوں کا تحفہ کیوں دیا گیا' اس کی وجہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

یہ زیادہ تعداد میں ریلوے انجن درآمد کرنے کا مسئلہ تھا۔ اس میں عام طور پر ایک طویل فنی پیچیدگی کے سلسلہ سے گزرنا پڑتا ہے' جس میں کئی آزمائشی مراحل بھی درپیش ہوتے ہیں' اور سپلائی کئے ہوئے انجنوں کی خوبیوں اور نقائص کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور پھر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ سپلائی کئے ہوئے انجن کی کارکردگی اور معیار اسی انجن کے مطابق ہے جو ماڈل کے طور پر دیا گیا تھا۔

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان ریلوے کا محکمہ تو پہلے سے ہی ایک مسلسل خطرناک بحران سے گزر رہا تھا' پھر کئی خوفناک حادثات ایسے ہوئے جو اِن درآمد شدہ انجنوں کی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ اس کی وجہ سے

> جنرل مشرف کو بھی عوام اور فوج کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں کا احساس ہونا چاہیے۔ یہی وہ عوام ہیں جن سے براہِ راست یا بالواسطہ وصول کئے گئے ٹیکسوں کی بدولت دفاعی بجٹ کا قیام ممکن ہے

پاکستان ریلوے کی مشکلات میں ناقابل برداشت اضافہ ہوا۔ میرے اس خیال میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ اگر ان انجنوں کی درآمد کے ذمہ دار غیر فوجی حضرات ہوتے' تو دہشت انگیز ''NAB'' نے ان کو گرفتار کر لیا ہوتا۔ اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بھی دادوسند کے ان جرائم کو یوں نظر انداز نہ کر دیتی۔ میرا تو یہ خیال بھی ہے کہ PAC کی جس سب کمیٹی کو اس معاملہ کی تفتیش کے لیے نامزد کیا گیا اس کا سربراہ بھی ایک ریٹائرڈ کرنل تھا۔ اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ PAC کی یہ سب کمیٹی بھی مجرمین کی بے گناہی ثابت کرنے میں مددگار رہوئی ہو۔

PAC نے درجِ ذیل افسران کو بے گناہ اور بے خطا قرار دیا:

1۔ وزیرِ پاکستان ریلوے۔ جنرل جہانگیر اشرف قاضی (وہ اب وزیرِ تعلیم ہیں)

2۔ چیئرمین پاکستان ریلوے۔ جنرل سعید الظفر

3۔ جنرل منیجر پاکستان ریلوے۔ جنرل بٹ۔

PAC نے یہ بھی تحریر کیا کہ یہ فیصلہ مکمل دیانتداری کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اخبار ''ڈان'' نے ان الفاظ کا ریفرنس بھی دیا ہے کہ حکومت پاکستان کے سیکرٹری ریلوے جناب شکیل درانی صاحب نے کہا: ''اگر میں اُس وقت چیئرمین ریلوے ہوتا تو ایسے معاہدے کے حق میں کبھی ملوث نہ ہوتا۔''

اس معاہدے کے صحیح یا غلط ہونے کا قصہ ایک طرف رکھئے' PAC کی اِس تفتیشی کارروائی سے ایک بار پھر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ حکومتِ پاکستان پر فوجی قبضہ نے کیا گل کھلائے ہیں۔ ایک تو اس عجوبہ کی طرف توجہ کیجئے کہ ایک ہی محکمہ کی سربراہی تین ریٹائرڈ لفٹیننٹ جرنیلوں کے قبضہ میں تھی اور دوسری طرف ان انتہائی اہانت آمیز جرائم کی تفتیش پر بھی غور کیجئے کہ تفتیش کرنے والی PAC کی سب کمیٹی کا سربراہ بھی ایک ریٹائرڈ فوجی افسر تھا۔

جنرل مشرف کی سریع الاعتقادی دیکھئے' وہ اکثر اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ میرا اس بات پر یقین ہے کہ صحیح کام کے لیے صحیح آدمی کو منتخب کیا جائے' لیکن انہوں نے کیسے یہ یقین کر لیا کہ ملازمت میں وہ لوگ جو کبھی ان کے ہم عصر تھے' اتنی قابلیت رکھتے ہیں کہ وہ ریلوے کے محکمہ کو چلا لیں گے؟ اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر میں وثوق کے ساتھ جنرل صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ریلوے ایک انتہائی اعلیٰ معیار کا ٹیکنیکل محکمہ ہے' جس کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے طویل فنی تجربات اور استعداد کی ضرورت ہے۔ جنرل صاحب کبھی نہیں چاہیں گے کہ کسی کالم نگار کو ایک آرمی ڈویژن کا سربراہ بنا دیں۔ پھر وہ کیسے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ ایک سابق جرنیل ریلوے جیسے محکمہ کو کامیابی کے ساتھ چلا لے گا؟ لیکن کسی ملک میں حکومت کے انتظامات جب فوج کے قبضے میں ہوں تو ایسے غیر قانونی ذرائع کو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے۔ بالکل ایسے ہی' جیسے ایک سیاستدان اپنے ووٹ دہندگان کے لیے ملازمتیں تلاش کرتا ہے' ایک ڈکٹیٹر کو بھی یہی کچھ کرنا پڑتا ہے' تاکہ اس کی حمایت میں ہاتھ کھڑا کرنے والے لوگ خوش رہیں۔

موجودہ پاکستان میں ایک ہزار سے زیادہ فوجی افسران (وردی میں یا وردی کے بغیر) ملک کے غیر فوجی محکموں میں ملازمت کر رہے ہیں۔ کور کمانڈر جس صوبے میں بھی پوسٹ کئے گئے ہیں اس صوبے کی حکومت اُنہی کی ہدایات کے مطابق چل رہی ہے۔ حال میں ہی یہ اطلاع ملی ہے کہ صوبہ پنجاب میں پولیس افسران نے اجتماعی طور پر

استعفیٰ دینے کی دھمکی دیتے ہوئے حکومت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس محکمہ میں مزید فوجی افسروں کا داخلہ بند کرو۔

پاکستان ایک وسیع و عریض فوجی گیریزن کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے:۔

عظیم صنعتی ادارے، چاروں طرف بکھری ہوئی رہائشی کالونیاں اور فوجی رابطہ قائم رکھنے کے لیے ایسے اداروں کا جال بچھا ہوا ہے، جن کی سربراہی ایسے فوجی افسروں کے پاس ہے جن کو ملک کے فوجی رابطے اور انتظامات میں کمانڈر یا اربابِ بست و کشاد کی حیثیت حاصل ہے۔ قیاس آرائی کی جاسکتی ہے کہ فوج نے ایسے انتظامات اعلیٰ کارکردگی اور ایک صاف ستھری حکومت قائم کرنے کے لیے کیے ہیں، مگر حقیقت حال یہ ہے کہ اس ننگے فوجی محاذ پر فائدہ صرف ان افسران کو ہی پہنچتا ہے جن کو یہاں متعین کیا گیا ہے۔ پاکستان کے عوام تو کچھ بھی حاصل نہ کر سکے۔ وہ تو بے کسی کے عالم میں صرف تماشائی ہیں۔ وہ تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ان کی سابقہ منتخب حکومت کو معطل کر دیا گیا ہے۔ ملک کے مختلف اداروں کو برباد کر دیا گیا ہے، اور ملک کے اساسی دستور کو فوجی بوٹوں نے روند ڈالا ہے۔

فوجی افسر ناہنجار اور بیوقوف شہریوں کی طرف سے کی گئی عیب جوئی اور نکتہ چینی کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ جنرل مشرف کو بھی پاکستان، عوام اور فوج کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں کا احساس ہونا چاہیے۔ یہی وہ عوام ہیں جن سے براہِ راست یا بالواسطہ وصول کئے گئے ٹیکسوں کی بدولت دفاعی بجٹ کا قیام ممکن ہے۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس کو ایک مسلسل بڑھتا ہوا بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔ جس کے بدلے میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پھر بھی صدر اور ان کا ذاتی طور پر چنا ہوا وزیراعظم دونوں اکثر ڈفلی بجاتے رہتے ہیں اور اپنی حکومت کے کارناموں کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔

ڈکٹیٹرشپ کی اولین منزل یہی ہوتی ہے کہ اُن کی طاقت کا دبدبہ قائم رہے۔ اگرچہ منتخب شدہ حکومتوں کا ہدف بھی کچھ ایسا ہی ہوتا ہے لیکن ان کے لیے وقت کی ایک حد مقرر ہوتی ہے، اس کے بعد ان کو پھر ایک انتخابی عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ البتہ فوجی حکمران کی واپسی کا کوئی دن مقرر نہیں ہوتا۔ ایسے حالات میں اُس کو اپنے ووٹ دہندگان کو خوش و خرم رکھنا پڑتا ہے۔ سفارتی عہدے، پلاٹ اور سویلین محکموں میں ملازمتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ایسے ماحول میں ایسے حمایت کرنے والے افسران کی نگرانی کرنا بھی ایک لازمی امر ہے (وہ چاہے وردی میں ہوں یا بغیر وردی کے) بالکل ایسے ہی حالات میں ریلوے کی سربراہی تین ریٹائرڈ جرنیلوں کے سپرد کر دی گئی۔

(بشکریہ: روزنامہ ڈان، اسلام آباد۔ ترجمہ: شیخ شوکت علی)

قابلِ رشک

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ہمارا معاشرہ طرح طرح کی معاشرتی برائیوں میں مبتلا ہے۔ ہر طرف فتنہ و فساد کا زور ہے۔ بے اصولی بددیانتی اور بے ایمانی کا کلچر ہر فرد کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ سماج شدید بحران کی سی کیفیت سے دوچار ہے۔ غلط رویے، نامناسب طرزِ عمل، وعدہ خلافی اور بددیانتی گھن کی طرح معاشروں کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ مگر حیرت ہے کہ ایسے سڑاندزدہ معاشرے میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں، جو دیانت اور امانت کے زریں اصول کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور شاید ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے معاشرہ میں کچھ خیر و بھلائی اور حسن و خوبی نظر آتی ہے۔ قارئین! آیئے میں آپ کو ایک ایسے ہی عظیم شخص کے اعلیٰ اخلاقی رویے اور دیانتداری کا واقعہ سناتا ہوں۔

میں اپنے گاؤں سے گھر کا سودا سلف خریدنے کے لیے شیخوپورہ شہر آیا۔ چھوٹی چھوٹی بہت سی چیزیں خریدنا تھیں اس لیے کئی دکانوں پر جانا پڑا اور وقت بھی کافی لگ گیا۔ سارا سامان خرید کر میں بس سٹینڈ پر آیا۔ ابھی میں بس میں سوار ہونے ہی والا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میرا ہینڈ بیگ نہیں ہے۔ مجھے فکرمندی ہوئی کہ اس میں کچھ پیسے بھی تھے اور ضروری کاغذات بھی۔ میں نے اپنا سامان اٹھایا اور واپس شہر میں آ گیا۔ جن جن دوکانوں سے چیزیں خریدی تھیں سب کے پاس گیا اور پوچھا کہ کہیں میرا ہینڈ بیگ آپ کے پاس تو نہیں رہ گیا، مگر کسی دوکاندار نے ہاں نہ کی۔ بالآخر واپس جانے کی ٹھانی اور بس پر سوار ہونے کے لیے بس سٹینڈ پر پہنچا۔ بس تیار تھی، میں نے اپنا سامان بس میں رکھا اور بیٹھ گیا۔ سارا راستہ میں فکرمند اور پریشان رہا۔ بس گاؤں پہنچی تو میں سامان اتار کر گھر کی طرف چل دیا، گھر پہنچا تو گھر والوں نے بتایا کہ آپ کو ملنے کے لیے ایک صاحب آئے ہوئے ہیں، جو ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں۔

میں ڈرائنگ روم میں گیا۔ دیکھا تو ایک سیدھا سا آدمی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا، بھئی! آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آئے ہیں۔ وہ بولا، بھائی صاحب! آپ کا ہینڈ بیگ ہے۔ ہینڈ بیگ دیکھ کر میری ساری پریشانی دور ہوگئی۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اُس شخص سے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے ملا۔ اُس نے کہا کہ یہ آپ میری ریڑھی پر بھول گئے تھے۔ آپ نے مجھ سے پھل خریدا اور یہ ہینڈ بیگ وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ جب میری نگاہ اس ہینڈ بیگ پر پڑی تو میں نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر آپ رش میں نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ ہینڈ بیگ پر آپ کا نام اور ایڈریس لکھا ہوا تھا۔ مجھے فکرمندی ہوئی کہ آپ ہینڈ بیگ کو نہ پا کر پریشان ہوں گے، مگر ایڈریس شہر سے دور گاؤں کا تھا، میں نے تھوڑی دیر سوچا اور فوراً فیصلہ کر لیا کہ جلد از جلد آپ کا ہینڈ بیگ آپ تک پہنچاؤں۔ میں نے اپنی ریڑھی گھر چھوڑی اور بس سٹینڈ پر آ کر بس میں بیٹھ گیا۔ ایڈریس کے مطابق میں آپ کے گھر پہنچ گیا مگر آپ ابھی تک اپنے گھر نہیں پہنچے تھے۔ اب آپ سے ملاقات ہوگئی ہے۔ اپنا ہینڈ بیگ لیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ واپس چلا جاؤں۔ ہاں میں نے اس بیگ کو کھول کر نہیں دیکھا، جوں کا توں آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ میں نے بیگ کھول کر دیکھا تو تمام کاغذات اور نقدی موجود تھی۔

میں نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا اور کچھ رقم اُس کو دینا چاہی مگر اُس نے لینے سے انکار کیا۔ میں نے اُسے کہا، آپ نے اپنا اتنا وقت میری خاطر ضائع کیا، اگر آپ اتنی دیر اپنی ریڑھی پر رہتے تو روزی کماتے، آپ اپنا نقصان تو نہ کریں۔ یہ نقدی مجھ سے ضرور لے لیں، میں خوشی کے ساتھ آپ کو دے رہا ہوں۔ مگر اُس شخص نے کہا کہ صاحب، جو وقت میں نے خرچ کیا اور جو کام میں نے کیا، اگر اُس کا معاوضہ آپ سے لے لوں تو مجھے کیا فائدہ ہوا۔ میں نے تو یہ کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیا، اس لیے میرا بدلہ اُس کے پاس محفوظ ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ میں نے آپ کی پریشانی دور کی اور آپ کو نقصان سے بچایا تو اللہ تعالیٰ میری پریشانیاں دور کرے گا، مجھے نقصان سے بچائے گا اور نفع دے گا۔ یہ کہہ کر وہ اللہ کا بندہ مجھ سے رخصت ہو گیا۔ اُس نے وقت لگایا، آمد و رفت کا کرایہ خرچ کیا مگر روحانی خوشی حاصل کر کے اطمینان اور سکون کی دولت پا گیا۔

میٹھا زہر

اوریا مقبول جان

جس ماں کا بچہ تیز رفتار بس یا ویگن کے نیچے آ کر کچلا گیا ہو اسے خواب میں بھی اگر ویگن یا بس نظر آ جائے تو اس کی خوف سے آنکھ کھل جاتی ہے۔ اسے راہ چلتی خوبصورت بجی سجائی ایسی سواری سے نفرت ہو جاتی ہے' جس نے اس کے لخت جگر کی جان لی ہو۔ آلہ قتل اور قاتل سے آج تک کسی نے محبت نہیں کی۔ خواہ قاتل کی شکل کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اور آلہ قتل کتنا فائدہ مند اور نفع بخش ہی کیوں نہ ہو۔ یہ سب اس لیے کہ مقتول ہمارا چہیتا اور لاڈلا ہوتا ہے۔ اسے ہم نے لوریاں دے کر پالا ہوتا ہے اور اس کی زندگی کی دعائیں مانگی ہوتی ہیں۔

آج ایک ایسے قتل کی کہانی میرے سامنے ہے جس کا تمغہ یا میڈل میری قوم کے سینے پر سج چکا ہے۔ ہم نے ترقی کے جس زینے پر چند سال پہلے قدم رکھا تھا اور دنیا بھر میں اپنی روشن خیال پہچان بنانے کی تگ و دو شروع کی تھی اس کا ثمر ہمارے حصے میں یوں آیا کہ ہم ان ممالک میں تیسرے نمبر پر ہیں جو انٹرنیٹ پر فحش ویب سائٹس تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ یہ کانسی کا تمغہ جو تیسرے نمبر پر آنے پر ہمیں ملا ہے شاید گولڈ میڈل میں تبدیل ہو جائے تو ہم روشن خیالی کی کامیاب سیڑھی کے آخر تک پہنچ جائیں۔

یہ دکھ اور المیہ اپنی جگہ لیکن اس سارے قتل عام کے پیچھے جو کاروباری مکروہ ہاتھ ہے وہ مجھے چین سے نہیں سونے دیتا۔ میں آپ کے سامنے اس انڈسٹری کا ایک منظر پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس وقت دنیا کی سب سے بڑی ملٹی نیشنل کمپنی سے بھی زیادہ منافع کما رہی ہے اور یہ منافع اس صورت میں کمایا جا سکتا ہے اگر فیشن' آرٹ' ادب' روشن خیال سوچ اور کلچر کے خوبصورت گورکھ دھندوں میں قوموں کو گم کر کے ان سے اخلاق' حیا' خاندان اور اقدار کی متاع چھین لی جائے۔ اس سال یعنی 2006ء کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا بھر میں فحاشی کی ''صنعت'' سے ستاون ارب ڈالر کمائے جاتے ہیں جن میں سے بارہ ارب صرف امریکہ سے حاصل ہوتے ہیں' اس لیے کہ اس کی مصنوعات کا اصل مرکز وہاں پر ہے۔ ویڈیو فلموں سے بیس ارب ڈالر' فحش رسالوں سے ساڑھے سات ارب ڈالر' فحش فون کال سروس سے ساڑھے چار ارب ڈالر' انٹرنیٹ کی فحاشی سے ڈھائی ارب ڈالر' سی ڈی روم سے ڈیڑھ ارب ڈالر' کلبوں سے پانچ ارب ڈالر اور اسی طرح دوسری فحش سہولیات کمائی کے ذریعے ہیں۔ ان کی کمائی دنیا بھر میں فٹ بال' کرکٹ' باسکٹ بال وغیرہ کے تمام کھیلوں کی مجموعی کمائی سے زیادہ ہے۔ یہ آمدنی امریکہ کے بڑے ذرائع ابلاغ CBS'ABC اور NBC کی کل کمائی سے دس گنا زیادہ

ہم نے ترقی کے جس زینے پر چند سال پہلے قدم رکھا تھا اور دنیا بھر میں اپنی روشن خیال پہچان بنانے کی تگ و دو شروع کی تھی اس کا ثمر ہمارے حصے میں یوں آیا کہ آج ہم ان ممالک میں تیسرے نمبر پر آ گئے ہیں جو انٹرنیٹ پر فحش ویب سائٹس تک رسائی حاصل کرتے ہیں

ہے۔ اس سب کے علاوہ مکروہ ترین کاروبار یعنی بچوں کی فحش فلموں سے 3 ارب ڈالر سالانہ کمائے جاتے ہیں۔ اس کاروبار کی انٹرنیٹ پر وسعت کا اندازہ کریں کہ اس وقت 42 لاکھ فحش سائٹس موجود ہیں۔ تین کروڑ 72 لاکھ فحش Page ہیں۔ روزانہ چھ کروڑ 80 لاکھ لوگ ان تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ روزانہ ڈھائی ارب فحش ای میلز ہوتی ہیں۔ ہر ماہ ڈیڑھ ارب فحش صفحات لوگ اپنے کمپیوٹر پر ڈاؤن لوڈ کرتے ہیں جو کل کا 35 فیصد ہے۔ بچوں کی فحش تصویروں کی ایک لاکھ سائٹ ہیں۔ روزانہ کمپیوٹر پر ہونے والی چیٹ میں 89 فیصد ایسی ہوتی ہے جس میں جنسی ترغیبات دی جاتی ہیں۔

اس سارے مکروہ کاروبار سے جو سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں وہ بچے ہیں۔ فحش ویب سائٹس پر جانے کی اوسط عمر گیارہ سال ہے اور 12 سے 17 سال کی عمر کے لوگ سب سے زیادہ جاتے ہیں' جن میں 15 سے 17 سال والے 80 فیصد اور 8 سال سے 16 سال والوں میں 90 فیصد بچے اس قتل عام کا شکار ہوتے ہیں۔

دوسرا حیران کن شکار عورتیں ہیں۔ ہر ماہ ایک کروڑ عورتیں ایسی فحش سائٹس پر جاتی ہیں اور سروے رپورٹس کہتی ہیں کہ ان میں ایک ایسا رجحان پیدا ہوا ہے کہ وہ اس کے بعد اپنے شرم و حیا کے مروجہ اصولوں کو چھوڑ کر تعلقات بنانے اور بار بار بدلنے کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ کہ یہ خواتین اپنے اس سارے معاملے کو خفیہ رکھتی ہیں لیکن ان کی چیٹ پر گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بری طرح اس انٹرنیٹ کی عادی ہو چکی ہیں اور اپنے اخلاقی معیار تبدیل کر چکی ہیں۔

یہاں میں نے اس سارے کاروبار کا غلیظ ترین پہلو آپ کے سامنے رکھا جس کی کمائی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک بہت بڑی ملٹی نیشنل انڈسٹری بن چکی ہے لیکن اس سب کے علاوہ روشن خیالی کی طرف مائل کرنے کے اور بہت راستے ہیں جو انڈسٹری کا درجہ رکھتے ہیں۔ مقابلہ حسن سے لے کر فیشن شوز تک اور آرائش گیسو سے لے کر پاؤں کی زیبائش تک یہ سب کچھ عورت کو مرقع حسن اور زیب محفل بنا کر ہی کمائے جا سکتے ہیں اور کمائے جا رہے ہیں۔ ایک خاندان سے محبت کرنے والی' اپنی اولاد کی تربیت میں مگن اور اپنے گھر کی اخلاقیات کا تحفظ کرنے والی عورت ان اربوں ڈالر کی کمائی میں کیسے حصہ ڈال سکتی ہے۔ اسے اس قابل بنانے کے لیے پہلے اسے بغاوت کا درس دینا ضروری ہے۔ پھر اسے حقوق چھیننے کی تعلیم چاہیے۔ اس کے بعد اس کے ملبوس' ناز و ادا اور چال ڈھال کی تعریف میں قصیدے پڑھے جانے چاہئیں۔ اسے آرٹ کا نمونہ' تخلیق کا شاہکار اور کائنات کی زیب و زینت قرار دے کر سٹیج پر لایا جائے۔ ایسے میں آزادی' حریت' حقوق اور روشن خیالی کی سیڑھیاں چڑھتی عورت اپنے آپ سے بھی غافل ہو جاتی ہے اور ان بچوں سے بھی جو آج اسی آلہ قتل سے ذبح ہو رہے ہیں' جس سے وہ پہلے خود ہوئی تھی۔ لیکن میرا دکھ اور میرا المیہ یہ ہے کہ ہم شاید اس دوڑ میں آلہ قتل سے نفرت کرنا بھی بھول گئے ہیں۔ کتنے بدقسمت ہوتے ہیں وہ والدین جن کے سامنے ان کی اولاد ایک میٹھے زہر کو روز پی کر موت کی آغوش میں جا رہی ہو اور وہ نہ زہر بیچنے والے کا گریبان پکڑیں اور نہ اس سفر کی طرح مائل کرنے والے کا راستہ روکیں۔ ایسے کاروبار کے لیے ایسی ہی قومیں درکار ہوتی ہیں۔ ہم چند سالوں میں عروج پر پہنچ گئے۔ اب ہم سے کون نفرت کرے گا۔ ہمارا مقام اور مرتبہ تو بلند سے بلند تر ہو جائے گا۔ (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ

تنظیم اسلامی لانڈھی کراچی

مرتب: محمد عمیر

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے 26 مئی بروز جمعۃ المبارک تنظیم اسلامی لانڈھی کراچی کا دورہ کیا۔ اِس موقع پر انہوں نے احباب سے اپنے خصوصی خطاب میں تنظیمی فکر کو اُجاگر کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ بحیثیت مسلمان ہر انسان پر اللہ نے تین بنیادی ذمہ داریاں ڈالی ہیں:

1۔ دوسروں کو خیر کی طرف بلائے، 2۔ نیکی کا حکم دے، 3۔ برائی سے روکے

امیر تنظیم نے کہا کہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا تنہا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اس کے لیے جماعت ضروری ہے۔ اسی لیے سورۃ آلِ عمران کی آیات میں ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ضمن میں ایک جماعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ (آل عمران)

"(مومنو!) جتنی اُمتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔"

اِس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن خود اِس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ یہ کام اکیلے نہیں ہو سکتا، بلکہ اِس کے لیے جماعت ضروری ہے۔

اگر کوئی مسلمان اللہ کی خصوصی نصرت سے جماعت میں شامل ہو جاتا ہے تو اب اُس کی اولین ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ خود عمل کا نمونہ بنے۔ اگر وہ دوسروں کو خیر کی طرف بلا رہا ہے تو پہلے خود قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔ وہ جائزہ لے کہ اگر وہ افرادِ معاشرہ کو نیکیوں کا حکم دے رہا ہے تو خود کتنی نیکیاں کر رہا ہے، اگر وہ برائی کو روکنے کی کوشش کر رہا ہے تو خود اس کی اپنی شخصیت کس قدر برائی سے دور ہے۔

امیر محترم کے دعوتی فکر کے بیان کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ سوالوں کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ الیکشن کے ذریعے نفاذ اسلام کی منزل حاصل نہیں کی جاسکتی۔ موجودہ دور میں ایم ایم اے کے کردار نے اِس حقیقت کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ نفاذ اسلام کے مشن کے لیے ضروری ہے کہ ہم احتجاجی سیاست کریں جیسا کہ قاضی حسین احمد صاحب نے بھی ستمبر میں احتجاج کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے لوگوں کو منظم کریں، پھر مطالبات دین لے کر اُٹھ کھڑے ہوں اور ان حکمرانوں سے کہیں کہ غیر اسلامی نظام ختم کر دو۔ یہ ظالمانہ غیر اسلامی نظام ہم ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔ غیر اسلامی قوانین اب ہمارے لاشوں پر ہی چل سکتے ہیں۔ لیکن اس مقصد کے لیے آغاز اپنی ذات پر نفاذ اسلام سے ہوگا اور پھر "الاقرب فالاقرب" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے سے ہی ہمیں آخرت میں فلاح حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی سنت کے علاوہ کوئی اور طرزِ عمل اختیار کرتا ہے تو اُس کا یہ فعل شریعت میں قابل قبول نہیں ہے۔ یہ پروگرام مغرب تا بعد نمازِ عشاء جاری رہا اور امیر محترم کی دعا پر اِس کا اختتام ہوا۔

اِس پروگرام میں تقریباً 120 احباب اور رفقاء نے شرکت کی۔ اِس قسم کی ملاقاتوں کے ذریعے وسیع پیمانے پر تنظیم اسلامی کا تعارف ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو فکر تنظیم سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اِس موقع پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب اظہر بختیار خلجی اور امیر حلقہ سندھ زیریں جناب نسیم الدین صاحب بھی موجود تھے۔

بقیہ: سیکولرازم کا پس منظر

وہ تمام واقعات سامنے آ گئے جو مغرب میں رونما ہوئے۔ تاہم یورپ کے اندر اٹھنے والی یہ ناپسندیدہ کشمکش مغربی دنیا تک محدود نہ رہی، بلکہ مشرق کے باسی مسلمان بھی اس سے بری طرح متاثر ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے یورپ کے اندازِ زندگی کی مخصوص صورت حال سے عفص بصر کرتے ہوئے اپنی مقدس روایات کی مخالفت شروع کر دی اور مطالبہ کیا کہ انہیں منسوخ کر دیا جائے۔ نوآبادیاتی نظام نے مشرق میں مسلمانوں کے زوال کو اور بھی تیز تر کر دیا۔ بالادست حکومتوں نے اپنی ٹیکنیکل برتری اور معاشی ہتھیاروں کے ذریعے مشرق کو آمادہ کر لیا کہ ترقی کا واحد رستہ وہی ہے جو مغرب کی بالادست قوموں نے اختیار کیا ہے۔ پسماندگی اور زبردستی کے خوف سے اہل مشرق نے بھی اپنی بہترین توانائیاں مذہبی پابندیوں کو بے فائدہ ثابت کرنے میں لگا دیں، جیسا کہ اہل یورپ پہلے ہی کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک انسانیت اس گمراہ کن فلسفے کو مانتی چلی آ رہی ہے کہ انسانی مسائل کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے سیکولرازم۔ سوال یہ ہے کہ سیکولرازم سے آپ نے کیا حاصل کیا ہے، دولت، امن یا سکون کی نعمت؟ جہالت سے چھٹکارا؟ جنگ اور ظلم وستم سے نجات؟

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگز ریسٹورنٹ

ملم جبہ، سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پُر فضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے، روشن اور ہوادار کمرے، نئے قالین، عمدہ فرنیچر، صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے، اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن، جی ٹی روڈ، امان کوٹ، مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056، ہوٹل: 0946-835295، فیکس: 0946-720031

دعائے صحت کی اپیل

☆ نقیب اسرہ تنظیم اسلامی جنوبی، حلقہ سندھ زیریں جناب شاہد حفیظ شدید علیل ہیں۔

☆ امیر تنظیم اسلامی وسطی، حلقہ سندھ زیریں سید اشفاق حسین کی اہلیہ شدید علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے۔

اپیل برائے عطیۂ خون

رفیق تنظیم اسلامی اور قرآن کالج لاہور کے کلرک ایم۔ بی۔ زاہد کی عزیزہ جو بلڈ کینسر کے مرض میں مبتلا ہیں انمول ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ انہیں "او پازیٹو" خون کی فوری ضرورت ہے۔ قارئین خصوصاً رفقاء تنظیم سے خون کے عطیہ کی درخواست ہے۔ برائے رابطہ: 0321-4851008

☆ انتخابی جدوجہد کے بغیر اسلامی نظام کیسے نافذ کیا جاسکتا ہے؟ ☆ کچھ لوگ درباروں پر جا کر چکر لگاتے ہیں' کیا یہ جائز ہے؟

☆ کیا غیر مسلم کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے؟

☆ شکر اور تعریف کی سزاوارِ حقیقی اللہ کی ذات ہے تو پھر بندوں کا شکریہ ادا کرنے کا کیا مطلب ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: الیکشن میں حصہ لئے اور اقتدار کے حصول کے بغیر آپ اسلامی نظام کیسے نافذ کرسکیں گے؟ (محمد عارف)

ج: تنظیم اسلامی انتخابات اور اُن میں حصہ لینے کو ہرگز حرام نہیں سمجھتی' البتہ تنظیم کا یہ طے شدہ موقف ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام انتخابات کے ذریعے کبھی نافذ نہیں ہوسکتا۔ اسلامی نظام کے قیام کے لیے منہج انقلاب نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ملک میں انقلاب برپا کرنا ہوگا۔ کیونکہ انتخابات کے ذریعے کسی بھی موجود نظام میں بہتری تو پیدا کی جاسکتی ہے مگر کلیتہً وہ نظام بدلا نہیں جا سکتا' خصوصاً پاکستان میں جہاں جاگیردار اور سرمایہ دار جمہوریت کو یرغمال بنا چکے ہوں اور جہاں ہاری اور کسان کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ اُس کا ووٹ کس کو جائے گا' انتخابات سے نظام کی سطح پر انقلابی تبدیلی کیسے ممکن ہے۔ لہٰذا نفاذِ اسلام کے لیے ایک ایسی انقلابی جماعت کا قیام لازم ہے جس کے کارکن پہلے اپنی ذات پر اسلام نافذ کریں' پھر نفاذِ اسلام کے لیے میدان میں اتریں اور اس مقصد کے لیے وہ تمام طریقے اختیار کیے جائیں جو آج کے دور میں حکومت وقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

س: شہادت یا گواہی دینے والے کی عمر کی حد کیا ہونی چاہیئے' اور کیا غیر مسلم کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے؟ (آصف شہزاد)

ج: گواہ کو بالغ ہونا چاہیے۔ جہاں تک اہم معاملات میں غیر مسلم کی شہادت کا معاملہ ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ قرآن پاک میں گواہوں کے ضمن میں "رِجَالِکُمْ" کے الفاظ آئے ہیں (یعنی "تمہارے" مردوں میں سے۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ گواہ مسلمان ہوں' کیونکہ "کُمْ" کی ضمیر سے مراد مسلمان مرد ہیں' غیر مسلم نہیں۔ لہٰذا غیر مسلم کی شہادت اور گواہی قابل قبول نہیں ہوگی۔

س: جب بھی قرآن پاک کی تلاوت شروع کرتا ہوں مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہوجاتا ہے' اس کا علاج بتائیں؟ (بشیر احمد)

ج: قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنا شروع کردیں' ان شاء اللہ ایسی کیفیت طاری نہیں ہوگی۔

س: الحمدللہ کے معنی ہیں' کل شکر اور تعریف اللہ جل شانہ کی ہے تو پھر ہم بندوں کا جو شکریہ ادا کرتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ (حسن احمد)

ج: اگر کسی شخص نے کوئی چیز ہمیں دی ہے یا ہماری کوئی حاجت پوری کی ہے تو یقیناً اُسے ایسا کرنے کی توفیق اللہ ہی نے عطا فرمائی ہے۔ اُسی طرح اُسے وہ چیز بھی تو اللہ نے دی ہے۔ چونکہ تمام امور کا آخری سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا شکر اور تعریف کی سزاوار حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہمارے دین نے ہمیں انسانوں کا بھی شکر ادا کرنے کا درس دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرے گا۔" چنانچہ ہم لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں' تاہم یہ بات ہروقت مستحضر رہنی چاہیے کہ ہر حسن و خوبی اور قدرت کا آخری منبع تو ذات باری تعالیٰ ہے' لہٰذا اصل شکر اور تمام تعریفیں یقیناً اللہ کے لیے ہیں۔

س: پاکستان کی 70% آبادی دیہاتوں میں رہائش پذیر ہے' جبکہ آپ کی تنظیم شہروں تک محدود ہے جس کی وجہ سے آپ کی فکر ان لوگوں تک نہیں پہنچ رہی' کیا یہ حکمت کے خلاف نہیں ہے؟ (محمد ریاض)

ج: کسی بھی انقلابی جماعت کی فکر ہمیشہ مرکزی بستیوں سے اٹھتی ہے۔ اللہ نے جو رسول مبعوث فرمائے وہ ام القریٰ یعنی مرکزی مقامات سے اپنی دعوت لے کر اٹھے۔ نبی کریم ﷺ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ مکہ مکرمہ عالم عرب کا مرکزی مقام تھا۔ انقلابی جماعت کا اصول یہ ہے کہ وہ کبھی دیہات سے نہیں اٹھتی' شہروں سے اٹھتی ہے۔ اگرچہ بعدازاں فکر پھیلتے پھیلتے دیہاتوں میں بھی پہنچ جاتا ہے۔

ہم بھی اپنے طور پر پوری کوشش کررہے ہیں کہ شہروں کے ساتھ ساتھ ہماری دعوت دیہی آبادی میں بھی نفوذ کرے اور الحمدللہ ہمیں وسطی پنجاب' شمالی پنجاب اور مالاکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہم آپ سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ آیئے' آپ بھی ہمارے دست و بازو بنیئے' اور غلبۂ دین کی اس جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالیئے۔

س: کچھ لوگ درباروں پر جا کر چکر لگاتے ہیں' کیا یہ جائز ہے؟ (محبوب احمد)

ج: درباروں کے چکر لگانے کا مطلب اگر طواف کرنا ہے' جیسے خانہ کعبہ کا طواف ہوتا یا کوئی قبر کو سجدہ کرتا ہے تو یہ قطعی حرام ہے اور ہرگز جائز نہیں۔ لیکن اگر کوئی آخرت کی یاد دہانی کے لیے یا صاحب قبر کے لیے دعائے مغفرت کی غرض سے قبر پر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

"فغان درویش" قیمت اور ملنے کا پتہ

ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 19 میں جناب محمد سمیع کی کتاب "فغان درویش" پر تبصرہ شائع کیا گیا تھا۔ تبصرہ میں یہ بات بھی لکھی گئی تھی کہ "...... اس بات پر تعجب بھی ہے اور افسوس بھی کہ کتاب پر نہ تو قیمت لکھی ہوئی ہے اور نہ ہی ملنے کا پتہ" اب تبصرہ نگار کو کراچی سے مصنف کا خط موصول ہوا ہے جس میں دونوں باتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ جس کے مطابق کتاب کی قیمت 30 روپے ہے اور ملنے کا پتہ ہے:

دفتر تنظیم اسلامی سندھ زیریں' عقب اشفاق میموریل ہسپتال' یونیورسٹی روڈ' گلشن اقبال' کراچی

کالم "تفہیم المسائل" میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

صومالیہ میں اسلامی انقلاب

افریقی اسلامی ملک صومالیہ جنوری 1991ء سے خانہ جنگی کی لپیٹ میں ہے جب سے اس کا سربراہ' جنرل سعید باری بیرون ملک فرار ہو گیا تھا۔ اس کے بھاگتے ہی مختلف قبائل نے اپنی اپنی ریاستیں قائم کر لیں اور صومالیہ ایک منتشر ملک بن کر رہ گیا۔ اب وہاں طالبان کی طرز پر ایک نئی قوت کا ظہور ہوا ہے' جو اپنے ٹوٹتے بکھرتے وطن کو متحد کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ اس کا نام ہے اسلامی شریعت عدالتیں۔

اس تنظیم کی چھتری تلے صومالیہ کے وہ شیوخ جمع ہیں جو جنگی سرداروں سے چھٹکارا پا کر صومالیہ میں شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اس تنظیم کو بنیادی طور پر کامیابی اس لیے ہوئی کہ عام لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ عام صومالی جنگی سرداروں سے سخت نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہی اس کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔ یاد رہے کہ صومالیہ کا موجودہ عارضی صدر' عبدالحیٔ یوسف بھی سابقہ جنگی سردار ہے۔ وہ 2004ء میں امریکا کے تعاون سے صدر بنا تھا لیکن اب اسلامی شریعت عدالتوں کی سپاہ اُسے ایک شہر سے دوسرے شہر بھگائے پھرتی ہے۔

اسلام پسندوں نے صومالیہ کے دارالحکومت موغادیشو پر قبضہ کر لیا ہے' نیز وہ ایک ایک کر کے اہم شہر فتح کرتے جا رہے ہیں۔ شنید ہے کہ امریکی ایتھوپیا کے ذریعے اسلامی فوج کی یلغار روکنا چاہتے ہیں۔ امریکیوں کو تشویش ہے کہ اسلام پسند برسراقتدار آ کر صومالیہ کو اسلامی ریاست بنا دیں گے۔ ظاہر ہے فرعون وقت کو یہ بات کیسے گوارا ہو سکتی ہے؟ امریکا نے تو پوری دنیا میں جنگ کا کھڑاک اسی لیے پال رکھا ہے کہ اول تیل کی تجارت پر قبضہ رہے' دوم اسلام پسندوں کو بھی طاقت ورنہ ہونے دے۔ بہرحال آنے والے وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ اسلامی شریعت عدالتوں کی سپاہ کو مزید کتنی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

افغانستان میں طالبان کے خلاف کارروائی

اتحادی اور افغان فوج نے جنوبی افغانستان میں طالبان کے خلاف وسیع پیمانے پر آپریشن کا آغاز کر رکھا ہے جسے ''آپریشن ماؤنٹین تھرسٹ'' کا نام دیا گیا ہے۔ اس آپریشن کے باعث سو سے زائد طالبان شہید ہو گئے ہیں۔ تاہم مخالفین پر ان کے خودکش حملے جاری ہیں۔ پچھلے دنوں کابل میں ایک بم دھماکے سے وہ دس افغان ہلاک ہو گئے جو امریکی سفارت خانے میں کام کرتے تھے۔ مزید براں طالبان نے تازہ جوابی کارروائی میں صوبہ پکتیکا میں ایک امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے اور سترہ امریکی فوجی بھی مارے گئے ہیں۔

بش کی درخواست

امریکی صدر بش نے دیگر بین الاقوامی طاقتوں سے درخواست کی ہے کہ وہ عراقی حکومت کو امداد دیں تاکہ وہ خانہ جنگی سے بدحال علاقے میں اپنے قدم جما سکے۔ یاد رہے کہ بین الاقوامی طاقتوں نے عراق کو 13 ارب ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اب تک اُسے صرف 3 ارب ڈالر ملے ہیں اور وہ اس رقم میں سے بیشتر ان کے اپنے ادارے لے گئے ہیں جو عراق میں ''تعمیر نو'' کے نام پر پیسہ بٹور رہے ہیں۔ یاد رہے کہ عراق خصوصاً بغداد میں امریکی اور عراقی افواج نے وسیع پیمانے پر ''اپریشن کلین اپ'' شروع کر رکھا ہے' تاہم بم دھماکے اور خودکش حملے پہلے جیسی رفتار کے ساتھ جاری ہیں۔

فلسطین میں حالات اچھے نہیں

ماہرین کی توقع کے مطابق حماس اور فلسطینی صدر' محمود عباس کے مابین اختلافات شدید سے شدید تر ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ خاص طور پر اسرائیلی جیل میں قید فلسطینیوں نے جب سے اپنی ''دستاویز'' جاری کی ہے' فریقین کے مابین ٹکراؤ بڑھ گیا ہے۔ اس دستاویز کی بنیاد پر محمود عباس ایک ریفرنڈم کرانا چاہتے ہیں جس میں فلسطینی عوام سے پوچھا جائے گا کہ وہ اسرائیل کو بحیثیت مملکت تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ خبروں کے مطابق اس ریفرنڈم کے ضمن میں فریقوں کے مابین بات چیت جاری ہے۔

چیچن رہنما کی شہادت

اگرچہ روس سپر پاور نہیں رہا لیکن اب بھی دنیا کی بڑی طاقتوں میں سے ایک ہے۔ اس جیسی ہیبت ناک جنگی قوت سے ٹکرانا چیچن جانبازوں ہی کے بس میں ہے۔ گو انہیں ہر طرف سے مشکلات کا سامنا ہے' یہاں تک کہ اپنے بھی جی ہار بیٹھے ہیں' لیکن چیچنیا میں اب بھی آزادی کے ایسے متوالے موجود ہیں جو روس کے تسلط سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ ان چیچوں نے اپنے وطن میں روس نواز حکومت کے متوازی اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔

پچھلے دنوں روسیوں کو ایک اہم کامیابی حاصل ہوئی جب انہوں نے اس متوازی حکومت کے سربراہ' عبدل خاتم سعید الشریف کو شہید کر دیا۔ سید الشریف گو کم معروف شخصیت تھے مگر ان کے زیرسایہ چیچن مجاہد روسیوں کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔

افغانستان میں اتحادیوں کا ''کارنامہ''

امریکا اور برطانیہ نے افغانستان پر حملے کرتے ہوئے نوید سنائی تھی کہ وہ اس ''پسماندہ'' ملک کو ترقی یافتہ بنا دیں گے۔ افغانستان کے ''ترقی'' کے حوالے سے اب خبر آئی ہے کہ اُس کا صرف ایک افغان صوبہ ہلمند دنیا کو ایک تہائی (1/3) ہیروئن فراہم کر رہا ہے۔ یہ صورتحال اتحادی طاقتوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو افغانستان میں منشیات کا کاروبار ختم کرنے کے لیے 2001ء سے کم از کم دو ارب ڈالر خرچ کر چکی ہیں۔ اتنی بھاری بھرکم رقم خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس سال صرف ہلمند میں تقریباً 90 ہزار ایکڑ پر افیون کاشت کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ طالبان کے دور حکومت میں انہوں نے افیون جیسی لعنت کا خاتمہ کر دیا تھا اور ان کی کوششوں کو اقوام متحدہ حتیٰ کہ امریکا نے بھی سراہا تھا۔

اٹلی کی واپسی

اٹلی کی حکومت نے عراق سے اپنے فوجی واپس بلانے شروع کر دیے ہیں۔ یاد رہے کہ نئے وزیراعظم رومانو پروڈی نے برسراقتدار آتے ہی اعلان کیا تھا کہ عراق سے اطالوی فوجی واپس بلا لیے جائیں گے۔ پروڈی کے پیش رو' سیلاویو برلوسکونی نے 3200 فوجی عراق بھجوائے تھے اور یہ اتحادی افواج میں چوتھا بڑا دستہ تھا۔ اطالیہ اس سال کے آخر تک اپنے تمام فوجی واپس بلانا چاہتا ہے۔

جاپان میں اسلامی مالیاتی نظام کا جائزہ

جاپان نے اسلامی ممالک کی منڈیوں تک رسائی کے لیے اسلامی مالیاتی نظام کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہے اور اس مقصد کے لیے سرکاری سرپرستی میں چلنے والے جاپان بینک آف انٹرنیشنل کوآپریشن (جے بی آئی سی) کے تحت سعودی عرب' ملائیشیا اور ایران کے اسکالرز پر مشتمل چار رکنی خصوصی ایڈوائزری کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ جاپان کے سرکاری بینک کی جانب سے اسلامی مالیاتی نظام میں دلچسپی کا مقصد ایشیائی ریاستوں میں تیل سے حاصل ہونے والی آمدنی سے سرمایہ حاصل کرنا اور جاپانی مالیاتی اداروں کو اسلامی مالیاتی منڈی تک رسائی فراہم کرنا ہے۔ جاپان بینک آف انٹرنیشنل کوآپریشن کے علاوہ جاپان کے دیگر نجی مالیاتی ادارے بھی اسلامی اصولوں کے مطابق خدمات فراہم کر رہے ہیں جن میں سوی ٹوموٹسو بینکنگ کارپوریشن' میزوہو کارپوریٹ بینک اور بینک آف ٹوکیو مٹسوبشی یو ایف جے شامل ہیں۔

جاپان ایشیا انویسٹمنٹ کمپنی کی جانب بھی اسلامی اسکالرز پر مشتمل ایک ایڈوائزری پینل قائم کیا جا چکا ہے جو جاپان ایشیا انویسٹمنٹ کمپنی کو شرعی ایشیائی انویسٹمنٹ فنڈ کو چلانے کے لیے لائحہ عمل فراہم کرے گا۔ اسلامی مالیاتی نظام دنیا میں تیزی سے فروغ پا رہا ہے اور دنیا بھر میں 300 کے قریب بینک اور مالیاتی ادارے اسلامی بینکاری کی خدمات فراہم کر رہے ہیں۔ اسلامی بینکاری کی اہمیت کے پیش نظر بینکاری کی روایتی خدمات فراہم کرنے والے بینک بھی اسلامی بینکاری کی شاخیں قائم کر رہے ہیں جبکہ دنیا کے متعدد ممالک میں روایتی بینکاری کے ساتھ اسلامی بنکاری کا خصوصی کاؤنٹر بھی قائم کیا جا رہا ہے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

مکرمی! بصد ادب گزارش کر رہا ہوں کہ ندائے خلافت شمارہ 18 (25 تا 31 مئی 2006ء) میں صفحہ 10 پر دیئے گئے مضمون ''مروجہ تصوف کی سند'' از چوہدری افضل حق' انتخاب' انجینئر نوید احمد صاحب پڑھا۔ انجینئر صاحب نے تصوف اور سلوک کی حقیقت سمجھنے کے حوالے سے جس کتاب کا انتخاب کیا ہے' میری دانست میں وہ درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ انتخاب صرف اُن شواہد اور مشاہدات پر مبنی ہے جو تصوف میں پائی جانے والی ایسی خرابیوں سے وجود میں آتے ہیں جن کا تصوف سے اصلاً کوئی تعلق نہیں بلکہ بعض غیر مستند بلکہ پیشہ ور قسم کے لوگ ایسے رویوں کا سبب بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگ تو ہر شعبے میں ڈھونڈے جاسکتے۔ تو کیا کسی چیز کی حقیقت تلاش کرنے کے لیے ایسے مشاہدات کو بنیاد بنانا دانشمندی کی بات ہوگی؟

اگر آپ واقعی تصوف کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ''میرا افسانہ'' جیسی غیر مستند کتاب کی بجائے ''تصوف کیا ہے'' جو کہ مولانا محمد منظور نعمانی' مولانا محمد اویس ندوی' مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے مقالات کا مجموعہ ہے' کتاب کا مطالعہ کریں۔ یہ کتاب ادارہ اسلامیات 190 انارکلی' لاہور اور دارالاشاعت' اُردو بازار' کراچی نمبر ا' ادارۃ المعارف' دارالعلوم' کراچی نمبر 14 سے مل سکتی ہے۔ (سید افتخار احمد' لاہور)

✿✿✿✿✿

مکرمی! مورخہ 12 جون کو میں نے ایک خط آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ جس میں بچوں کی تعلیم کے مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ شمارہ 20 میں جناب مرزا ایوب بیگ صاحب نے بھی تعلیم کے مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے اور اداریہ کا عنوان بھی ہے: ''تعلیم کا قبلہ درست کریں۔'' یہ بات اگرچہ وزن رکھتی ہے اور یقیناً عوام کے لیے قابل توجہ ہے۔ تاہم تعلیم کو صحیح رُخ دینے کے لیے ایک اجتماعی احتجاج کی ضرورت ہے' تاکہ نصاب تعلیم میں نظریاتی بنیادوں پر مناسب تبدیلی کی جائے۔ اپنے خط میں مَیں نے صرف اس بات پر زور دیا تھا کہ اگر پاکستان اپنے اساسی نظریات کے مطابق' ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کے ہر مسلمان شہری کے لیے' عربی زبان اور قرآن مجید کی تعلیم کے حصول کا انتظام کیا جائے۔ مگر ظاہر ہے کہ اِس کے لیے بھی اجتماعی احتجاج اور سخت جدوجہد ناگزیر ہے' جب تک قرآنِ حکیم کو ایک اساسی دستور کا مقام نہیں دیا جاتا کوئی بھی ملک ایک اسلامی ملک ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب ڈاکٹر اسرار احمد اور جناب حافظ عاکف سعید انہی مسائل کے حل کے لیے جہد و جہد میں مصروف ہیں۔ والسلام (شوکت علی' واہ کینٹ)

✿✿✿✿✿

مکرمی! ندائے خلافت کی خصوصی اشاعت ''خواتین نمبر'' پڑھا۔ الحمدللہ بہترین کاوش ہے۔ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ ہر مضمون' بلکہ ہر صفحہ بے نظیر تھا۔ ہر مضمون سے خواتین کی سوچ اور جذبہ چھلک رہا تھا۔ اس بہترین اشاعت پر بہت مبارک باد قبول فرمائیں۔

میں گزارش یہ ہے کہ خواتین کے لیے اگر مستقل طور پر ایک مختصر میگزین ہر ماہ جاری کریں تو کیا اچھا نہ ہوگا؟ خواتین کے خیالات پڑھ کر احساس ہوا کہ گو کہ خواتین گھروں کی ذمہ داری اٹھاتی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنی بہترین سوچ کو الفاظ میں اتار سکتی ہیں۔ خواتین میگزین سے بڑا فائدہ یہ ہوگا' (ان شاءاللہ) کہ خواتین گھر بیٹھے اپنی ساتھی خواتین کے خیالات کو پڑھ اور سمجھ سکیں گی۔

ایک مرتبہ پھر اس کوشش پر مبارک باد۔ والسلام

(مومنہ خان' لاہور)

[خواتین میگزین کا آئیڈیا اچھا ہے۔ ؏

پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ]

✿✿✿✿✿

مکرمی! ندائے خلافت میں نصاب تعلیم میں تبدیلی کے حوالے سے ڈاکٹر طاہرہ ارشد کا نقطۂ نظر کافی چشم کشا اور حقیقت پر مبنی تھا۔ بچوں کی تعلیم' والدین کے لیے بہت بڑا مسئلہ بن گئی ہے جو میں سمجھتی ہوں آج سے دس سال پہلے تک نہ تھی۔ میری حیرانی کی انتہا ہے کہ سوشل سٹڈیز کے نصاب میں یہ ''غیر معمولی ارتقاء'' کہاں سے اور کیسے ہو رہا ہے؟ جب ڈاکٹر طاہرہ کا مضمون ''نصابِ تعلیم میں تبدیلی'' میری نظر سے گزرا تو مجھے سمجھنے میں کافی مدد ملی۔

میری یاداشت کے مطابق ہمارے سکولوں میں سوشل سٹڈیز کے نصاب میں سر سید احمد خان' محمد بن قاسم' تحریک پاکستان جیسے موضوعات شامل تھے۔ مگر اب بچوں کو بدھ ازم' آریانہ تہذیب سکھائی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ کلچر کے مضامین میں غیر اہم چیزوں کو شامل نصاب کیا گیا ہے مثلاً کھیل کود' ناچ گانا' پتنگ بازی' بسنت اور میلے ٹھیلے جیسے غیر اسلامی اور غیر تہذیبی امور پر زور دیا گیا ہے۔

آکسفورڈ کی اسلامیات کی کتب سے نماز جو دین کا پہلا رکن ہے' غائب ہے۔ مجھے بیکن ہاؤس کے پبلیشرز کی اسلامی کتب بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جس میں صحابہ کرامؓ کو اور ان کی زندگی کو Illustrate کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آکسفورڈ ہی کی اردو سیریز' جو مختلف اسکولوں میں چل رہی ہے' اس میں کوئی مفید معلوماتی مضمون شامل نہیں۔ بعض Chapters میں استاد کی تضحیک کر کے بچوں کے لیے تفریح کا مواد فراہم کیا گیا ہے۔

اُردو کے مضمون میں کسی بھی ادبی شخصیت یا شخصیات کے فن پارے شامل نہیں کئے گئے ہیں کہ جنہیں پڑھ کر بچے اخلاقی اور تہذیبی سیڑھیاں عبور کریں۔ دماغوں کو روشنی پہنچانے کے بجائے بچوں کو مادر پدر آزادی کے نغمات سنائے جارہے ہیں' جو واقعی ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ میرے علم کے مطابق لاکھوں والدین میں سے شاید چند ہیں جن کو یہ احساس ہو کہ ہمارے بچوں کو سکولوں میں کیا پڑھایا جارہا ہے۔ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ ہر ماں اپنے بچے کو انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھانا چاہتی ہے' جس کے لیے بڑی بڑی فیسیں ادا کی جاتی ہیں اور ٹیوشن الگ لگوائی جاتی ہے۔ مگر اتنی فیس دینے کے بعد والدین اس بات سے بے بہرہ ہیں کہ ان کے بچوں کو کیا پڑھایا جاتا ہے اور ان میں کیسی صلاحیتیں پیدا کیا جارہی ہیں' اور کہاں تک ان کے بچوں کا بیڑہ غرق ہو چکا ہے۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ ان انگریزی سکولوں کو آکسفورڈ یونیورسٹی نے یرغمال بنالیا ہے اور مخصوص مقاصد کے تحت لکھی گئی نصابی کتابوں کے ذریعے ہماری اگلی نسل کو ناکارہ بنایا جارہا ہے۔

میری ان تمام والدین سے درخواست ہے کہ ان باطل قوتوں کے خلاف آواز اٹھائیں جو آپ کے پھولوں کو پانی نہیں زہر دے رہی ہیں۔ (صباحت موسیٰ' کراچی)

✿✿✿✿✿

Afghanistan is a clear evidence of the success of this strategy of the modern-day crusaders. The source of inspiration for the religiously inspired warlords has been the ultimate objective behind invading Afghanistan, which according to Welt am Sonntag's report is to contain the "aggressive religion" of Islam and at the same time "spread the Christian faith." Here we see why the covert neo-cons in the media, academia and politics try to hide behind the façade of secular democracy and liberalism. The Taliban government was far more broad-based and inclusive than the American-backed regime since their departure from the scene. Yet the Taliban had to be "smoked out" in the name of democracy because not everyone would have jumped on the bandwagon for war if the crusaders had launched the war in the name of crushing Islam and planting the flags of the Christian faith in every living heart.

The fundamentalist Christians' war for establishing the "dominion of God" had to begin from somewhere. Afghanistan was the best place to begin the crusade with crushing what Suzanne Goldenberg of the Guardian called "the Taliban's experiment to build the world's one true Islamic state." Author and educator George Grant, founder of Franklin Classical School in the United States, was Executive Director of Coral Ridge Ministries for many years. He explains in The Changing of the Guard, Biblical Principles for Political Action:

"Christians have an obligation, a mandate, a commission, a holy responsibility to reclaim the land for Jesus Christ — to have dominion in civil structures, just as in every other aspect of life and godliness. But it is dominion we are after. Not just a voice. It is dominion we are after. Not just influence. It is dominion we are after. Not just equal time. It is dominion we are after. World conquest. That's what Christ has commissioned us to accomplish. We must win the world with the power of the Gospel. And we must never settle for anything less... Thus, Christian politics has as its primary intent the conquest of the land—of men, families, institutions, bureaucracies, courts, and governments for the Kingdom of Christ." (pp. 50-51).

Fast as the world was being moved to undermine Islam, it was still not fast enough to match the timescale demanded by those who are awaiting the second coming of Jesus and the establishment of the dominion of God. And the Muslims' interest in the experiment in Afghanistan was gathering by the day. Social scientists, businesspeople, social workers, scientists and people from all walks of life were rushing to rebuild Afghanistan and assist the Taliban in materializing the dream of establishing an Islamic society and Islamic state in true sense. This was leading to the birth of an international Islamic movement.

Besides the unrelenting anti-Taliban propaganda, something of enormous magnitude was being orchestrated—something that devastated the collective human mind with fear, horror, and insecurity. This is what we saw in America on 9/11. Subsequently war of aggression was offered as a solution and the masses accepted it wholeheartedly. It advanced the Islamophobes' agenda in a colossal leap almost overnight.

HOLY QURAN IS MY NAME

Sent by: Farooq Saqib

I am a book in elegant prints
To know my name, here are some hints,
Rich in cover and nicely bound
In hearts of Muslims I am rarely found
High on a shelf, I am kept
Forgotten there, I am left
With respect I do get lots of kiss
My main point is what they always miss
In a melodious voice they recite me
Neglecting the message inside me
At time I am used for phony swear
My true use is very very rare
A miracle I am that can change the world
All one has to do is understanding my world
I have wisdom I have treasure
So much so there is no measure
I am your savior, I am your guide
But who,s there to follow the bide
RIGHT FROM THE WRONG IS MY NAME
HOLY QURAN IS MY NAME

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 22

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid ullah Jan

An Appeal to Silent Academics

It is always the academic circles, which pave the way and provide final legitimacy to acts of aggression on the part of politicians and military leaders or pave the road for peace. In the present day world, most of the academic experts in international relations and political science are either silent or have put Afghanistan on the back-burner in the sense that they have accepted its occupation perfectly legitimate.

This act of granting legitimacy to occupation of Afghanistan is the root of all subsequent problems. Leading experts both in the East and the West are requested to give the following facts some serious thought before continuing support of the illegal war and occupation of Afghanistan with their words or with their continued silence.

What is illegal, irrational and illegitimate will remain so, regardless of the political rhetoric and support of the military power behind it. Might never makes a wrong right. In the end, the silent and vocal supporters of the illegitimate occupation of Afghanistan will be condemned in the pages of history as accomplices to modern day fascism.

There is unimaginable amount of evidence available to prove that the United States could not possibly decide on and launch a war of aggression against Afghanistan in a matter of 25 days. Planning and implementing an invasion of this scale takes resources, human effort and, most importantly, time.

The invasion was planned before 9/11 and 9/11 was too sophisticated an operation for people living in caves in Afghanistan to put together and successfully implement to the last detail.

Everyone who loves peace on this earth earnestly wishes that this was a war for natural resources or it was in retaliation for 9/11. But, unfortunately, this is not the case. The emerging reports show that the motive was to not allow Muslims to get united as an Ummah and live by Islam.

We could have given the warlords the benefit of the doubt and considered it a war on Al-Qaeda and weapons of mass destruction. However, the almost weekly statements from Rumsfeld, and others, with the mention of "Caliphate" can hardly leave anyone in doubt regarding the motives of the modern-day crusaders. Note the frequency of Bush and Rumsfeld statements calling the war on Iraq a war on Caliphate in the months of October and November of 2005. For example, Rumsfeld repeated the same story at a Department of Defense briefing, CNN Late Edition, CBS's Face the Nation, PBS News Hour with Jim Lehrer and many other news shows.

These statements are good enough to expose the real motives of the modern-day crusaders. However, if someone still has a problem with understanding the main goal of the crusaders, he or she would need to go beyond the visible fronts and stated objectives of the war on Afghanistan. In fact, it is the religious ideology and crusading spirit that motivate the overt and covert warlords. The overt warlords openly challenge Islam and its main sources: the Qur'an and the Sunnah. The covert ones are those who, in the garb of liberal analysts and reporters, present the same point of view and promote the same war on Islam in the name of "a war within Islam" and a "war of ideas."

The religious warriors mostly stay behind the scenes. However, they provide moral inspiration to the apparently secular warlords, the neo-cons and the institutions that condemn everything remotely related to Islam, let alone those who openly declare, like the Taliban, to establish an order on the pattern of Prophet Mohammed (pbuh).

The covert warlords, who conceal their affiliation with the religious front, are the ones who played a lead role for many years in distorting the reality with consistent lies and misconceptions about the Taliban. While hiding behind the façade of mock neutrality, liberalism and secularism, they paved the way for the invasion of Afghanistan. As a result, even today, everyone criticizes the war on Iraq and very few talk about the illegal and illegitimate war on Afghanistan. At the same time, even long-time left-leaning critics of U.S. foreign policy have accepted the official story of 9/11.

Behind the shield of this legitimacy, the initial encounters of the 21st century crusade are going on in Afghanistan. The overarching goal of this struggle appeared in the German newspaper Welt am Sonntag (May 30, 2004) under the title: "Millionen gegen Mohammed" ("Millions against Mohammed"). The by-line reads: "Der Vatikan will weltweit die Ausbreitung des Islam stoppen" ("The Vatican Wants to Stop the World-wide Propagation of Islam").

That is the overall goal. The rest that we hear, such as eradicating fundamentalism, radicalism, political Islam, and Islamism, are plain ruses, used as labels to fool the world and achieve the overall goal. Taliban happened to be the first victims of the 21st century crusade against Islam. Of course, the architects of the final crusade want to stop the propagation of Islam and undermine all possibilities that would give Muslims an opportunity to establish an Islamic model of governance. However, the Islamophobes could not stand up and say openly that they do not want the Taliban to work for the establishment of a model Islamic society and ways to govern by Islamic rules. They needed to follow some strategic course and use specific tools to gradually demonize the Taliban rule, divide Muslims in general and Afghans in particular and prove that governance by Islamic principles is the most inhuman way to living life, and has no place in the "civilized" world.

The silence over the occupation of